

## جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور  
کمان سے تعلق رکھنے والے اداروں  
کے نام فرستی میں

## مکماں سیٹ

- ۱ - پتھر کا آدمی
- ۲ - دوسرا پتھر
- ۳ - خطرناک انگلیاں

پیشہ . . . . سلطان محمد

پرندر . . . . تاج دین پرلس  
نیراہتمام . . . . سکائی دنیا لاہور

## پیش رہن

چاہوئی دُنیا کے ناول "صرافی دیوانہ" کی پسندیدگی کا بہت بہت خکریہ ...!  
جی ہاں، اسے بھی رو ہی حصوں میں پیش کرنا پڑتا اچا اور بھروسہ اپ پروانی کر دی  
گئی تھی۔ دراصل طویل مسلسلوں کے پڑھنے کا رنجان بڑھ دے رہا ہے۔ جو کہاں ایک ہی جملہ میں  
تمہرے ہمراں، اسے پڑھ کر لوگ زیادہ پوش نہیں ہوتے۔ دراصل، لوگ لذت انتشار سے  
آشنا ہو رہے ہیں۔ پسندیدہ کہاں ہوں کے آگے بڑھنے کا اسی طرح انتشار کرتے ہیں، بیسے  
کسی پسندیدہ جگہ کی آمد کے منتظر ہوں۔

اس پیش نہیں نہ کچھ کا۔ یہ حقیقت ہے۔ مجھے بھی اس کا تبرہ ہو چکا ہے۔ ایک  
کہاں یا دارجی ہے، اس وقت... عران ہی کا ناول "اوھورا آدمی" تھا جس کی کہاں،  
ایک ہی جملہ میں شتم ہو گئی تھی۔ لہذا خاصی لے دے ہر قسم کی، اور مجھے اس کی کہاں کو یاد رہ  
لکھنچا پڑھنا اور "ٹھیک لادا" سے سلسہ تسلیل یا گینی تھا۔ کیسا تھا وہ سندھ ہمکنی پیش  
سے آپ، اس سلسہ کی کسی کتاب کا انتشار کرتے تھے۔

سو ایک پتھر کا آدمی ملا خاطر فرمائیے۔ آپ خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ ایک سو  
بارہ صفحات میں یہ کہاں بھی نہیں پٹھا جا سکتی تھی۔ ایک فرمائیں گے کہ پوری لکھ  
یعنی کے بعد چھلتے۔ لہذا میں عرض کروں گا کہ مجھے کسی سندھ اور عظمی کی طرف سے  
وظیفہ تو ملتا نہیں ہے کہ المیان سے چار ماہ تک میٹھا۔ ایک ہی کہاں مکمل کرتا  
رہوں اور پھر کسی بارگزارش کر چکا ہوں کہ میرے پڑھنے والے زیادہ تر کتاب خیری کر  
پڑھتے ہیں۔ لہذا چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ تیمت کی زبردستی میں وہ سورج پے کی  
کتاب بھی خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ یکمشت نہیں خرید سکتے۔

اُس بار، اس زور سے پتھر لگا تھا کہ اس کی آواز دوستک سُنی گئی تھی اور ایسا معلوم نہ تھا جیسے وہ پتھر انسانِ جسم کی بجاے پتھری کی کسی شے سے مخلص ہو۔ اس پاس کے لوگوں نے ان پتھروں کو برداشت کرنا شروع کر دیا تھا جو اس پر پتھر اڑ کر رہے تھے۔ لیکن خدا اس کا کوئی اثر نہیں ہٹا تھا، بدستور حجراً متا ہوا چلنا چاہتا۔ نیل بھر کے لیے رُکا اور شُمر کر دیکھا۔

رائے گوں نے ان پتھروں میں سے ایک آدھی پیٹھی کر دی تھی جو اس پر پتھر اڑ کر رہے تھے۔ پتھر جاگ گئے اور وہ ممبوں کے مطابق اپناراست کرتا رہا۔ تن دلوش کے اعتبار سے دیوناد لگا تھا۔ بڑے بڑے الجھے ہٹتے بالوں اور بڑے ہوئے شیو میں بھی اس کی ذات و جاہت کی جھیلکیاں صاف نظر آتی تھیں۔ لباس ڈھیلا ڈھالا اور بے شکم تھا۔ اس کے باوجود بھی ایسا لگا تھا جیسے اس میں بھی کسی قسم کے سلیقے کو نہیں ہو۔

کچھ دوڑتک وہ اسی طرح چلتا رہا پھر درستے علاقے کے پتھروں نے اس پر خشت باری شروع کر دی اور وہ اسی طبقہ میں اور گون سے چلتا رہا۔ بہاں بھی کچھ لوگ اڑے آئے تھے اور پتھروں کو بچ کر دیا تھا لیکن کسی میں اتنی تہمت نہیں تھی کہ اُسے رُک کر پوچھنا کہ وہ کون ہے اور پتھروں کے ہاتھوں اس طرح اپنی دُرگت کیوں بتوان رہتا ہے؟ اگر کبھی کوئی اس ارادے سے اس کی طرف بڑھتا بھی تو نظر ملتے ہی پتھرے ہست جاتا۔ اُسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کا پورا جنم، برقی بھٹکے سے ہل کر رہا گیا ہو۔ بڑی بڑی اور غیر معمولی طور پر بچھلی آنکھیں بل جو کیسے بھی کسی کو اپنے سامنے نہ مل سکتے دیتیں... لیکن آخر پتھرے، اس پر پتھر اور کیوں کرتے تھے؟... لوگوں کا کہنا تھا کہ کبھی اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوتی تھی

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے جو مجھے اب تک عید کا رد بھیجے چاہے ہیں۔ باسی ہی ہیں لیکن میں ان کے نہ صوص کی تقدیر کرتا ہوں۔ عید کو ایک دن کی ہے لیکن آپ کا خلوص، میری ہر روز کی خوشی ہے۔

ابن طلحہ  
۲۹

کہاں کالا شندہ ہے؟ کہاں قیام کرتا ہے؟ کیا نام ہے؟

"نام سٹریڈ اتنا ہے اور اسی... اس سے زیادہ ہم، اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اجرت روزانہ اکروپی جاتی ہے۔ دوسرے دھوپی پاپی سٹریڈ کے حساب سے دھوتے ہیں اور یہ صرف دس روپے سٹریڈ کے دھلانی لیتا ہے کبھی کوئی... بے ایمانی نہیں کی۔ بس دن سے ہمارے پاس کام کر رہا ہے۔"

"لائبری کالاک کرن ہے؟" شاہرہ پوچھا۔

"میں خود ہوں، جناب!"

"مجھے سیرت ہے کہ آپ اپنے ایک ملائم کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" "یہ ملائم نہیں ہے، خاب! یعنداں اجرت دس روپے کیا تباہے اور نہیں کرتا ہے۔ پڑتے دھوتے کے لیے اپنے نہیں لے جاتا۔ سارے دھولی یہاں اسی طرح کام کرتے ہیں۔ وہ گئے ملائم میں... تو ان کا رکارڈ ہے، میرے پاس۔"

"کس کے قسطے کے بیہاں ایسا تھا؟"

"ایک دھوپی، اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔"

"کیا وہ دھوپی اس وقت یہاں موجود ہے؟"

"میں ہاں..."

"اے باؤ۔"

"بہت بہتر۔ تھے ہوئے اس نے گھنٹی بھائی اور کاؤنٹر کے دائیں جانب والا دروازہ کھل کر ایک آدمی وہاں پہنچ گیا۔

"سید و کوبلاد؟"

وہ چل گیا۔ چھر تھوڑی دیر بعد دروازہ آدمی بائیں جانب والے دروازے سے داخل ہوا۔

"صاحب کا لعل پولیس سے ہے۔" لائبری کے مالک نے شاہرہ کی طرف دیکھ کر اس سے کہا۔ "اور سٹریڈ کے بارے میں پوچھ کچھ کہ رہے ہیں۔"

"پپ... پولیس... مل... لیکن کیوں؟"

جسے درونگو برج محل کیا جاسکتا۔ بچے، اس پر سچھڑا کرتے تھے لیکن اس نے پلاٹ کر کر بھی اُن پر سچھڑنے چلا یا تھا، کبھی اس قسم کی جو اس بھی نہیں کی تھی کہ بچے اس کو سچھڑتے پھٹکا بیک مہد میں تھا کوئی نہیں جاتا تھا لیکن آج کیسپن تیاری کے اسٹشٹ اسٹریٹ شاہد نے تھیہ کر دیا تھا کہ وہ اس کے بارے میں معلومات ضروراصل کرے گا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کوئی یہاں طلبکار آدی ہے اور شاید اس طرح اپنی ہلکی کرہا ہے مقصود خواہ کچھ بھی بڑے 50، اس کے تھے تھے جیسا تھا۔ اور کسی جگہ اپنے سچھڑا کے مناظر دیکھ لیکن نہ تو اُس نے مُرکب دیکھا اور اس کی نظر اسی میں فرق آیا پھر اسپکٹر شاہد کو ایسا حکم ہرنسے لگا ہے دبکی پھر تری کا آدمی ہے۔

پلتے پلتے وہ دبکی لائبری کے سامنے رک گی۔ بچے یہاں بھی موجود تھے اور ان کے ارادے سبی صاف ظاہر تھے لیکن لائبری کے ملائم میں نے انہیں بھاگ دیا۔ پھر شاہد نے اُسے لائبری میں داخل ہوتے دیکھا۔ کھوٹر کے تھے تھے ہوئے آدمی کو اس نے ہاتھ کر سلام کیا تھا۔

سلام کا جواب دے کر اس نے باہیں جانب اشارہ کیا اور وہ اسی طرف بڑھتا چل گیا اور باہی خبیک دروازہ کھول کر لندر چل گیا۔

اس کے بعد شاہد لائبری میں داخل ہوا اور کاؤنٹر کے تھے تھے ہوئے آدمی کو تین نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

"ہمارا دھوپی ہے۔ کیوں؟"

شاہرہ نے پانچاشتی کارڈ، اس کے سامنے رکھ دیا، جس پر نظر پڑتے ہیں وہ کرسی سے اُٹھ گیا اور پر کھلا کر بیولا۔ مگر کیوں جناب؟

"اس کے بارے میں کہیں معلومات دو کاریں۔"

بے احشراف اور ایماناً آدمی نہیں جناب! درسوں سے کم اجرت لیتا ہے اور بہت تھوڑے وقت میں اپنا کام پیشادیتا ہے۔"

”تم اسے کب سے جانتے ہو؟“ شاہد نے کسی تدریخت پرے میں پوچھا۔  
”جج... جی... ہمی کوئی ایک ماہ سے۔“

”کہاں رہتا ہے؟“  
”میرا بڑی بیوی ہے، جاپا۔“

”تم کہاں رہتے ہو؟“  
”جم جموں کی جھوپڑیوں میں۔“

”اوڑم، اسے جاپ ایک ماہ سے جانتے ہو؟“  
”میں ہاں، ایک ماہ ہو، اس نے میرے بلا بروائی جھوپڑی خیزی کی تھی۔ بیکار تھا،  
میں نے اسکے کام سے لگا دیا۔“

”کیا دل پاگل ہے؟“  
”جی نہیں۔ باکل نہیں۔“

”چھپنے پر چھڑا کیوں کرتے ہیں؟“  
”بس، کیا بتاؤں، جتاب چنانہیں کس حریمی کی حرکت ہے؟ میں نے تو سننا  
ہے، دیکھا نہیں کہ وہ کون حرامزادہ تھا۔“

”کیا مطلب؟“  
”کسی نے ایک دن، ایک شرپرینچے سے کہا کہ اگر وہ اسے پتھرا کر جاگ جائے  
تو وہ پانچ روپے دے گا۔ پینچے نے تیس سال پہنچا کر اس کی پیٹھ پر رسید کیا اور جاگا۔

گیا یعنی نہ تو اس نے مٹکر دیکھا اور دیکھ کر جا۔ دوسرا بیوی نے یہ دیکھا اور دیکھا اور پھر ان میں  
سے کسی نے بھی حرکت کی تکنہ دے اسی طرح چاتا تھا جیسے کہ ہر اسی شہپر لیں، پھر تو  
ایک نیا کیلیں بیویوں کے پاتا ہے۔ یہ ہے ساری کھانا۔ نہ دل پاگ ہے اور نہ بد معماش۔  
حد شریف کوئی ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ آخوندو پھر کو اس حرکت سے روکتا کیوں  
نہیں؟... پہنچ کر بولوا۔ جب چوتھی ہی نہیں لگتی تو پھر کچھ کہتے سے کیا فائدہ...  
کھیلنے دو، یقیناً کو۔“

”کہاں سے آیا ہے؟“  
”وہ خوبی نہیں جانتا۔“

”کیا مطلب؟“  
”جاپ عالی اودہ نہیں جانتا کہ کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔“

”یکن یے سُنگزاروں!“  
”اس نے خود ہی یہ نام لکھا لیا ہے۔“ لانڈری کے مالک نے کہا۔ ”کہتا ہے جب  
جسے پھر سے چوتھی نہیں لگتی تو پھر مجھے تھی پچھر ہی نے جنم دیا ہوگا۔ لہذا یہ نام سُنگزار ہی  
مناسب ہے گا۔“

”لیا پڑھا کھا معلوم ہوتا ہے؟“  
”جناب عالی، میں کیا عرف کروں؟“ لانڈری کا مالک ہندوی سانس لے کر رہا گا۔

شاہد اسے سوال یہ نظر دی دیکھ جادے تھا۔  
”جی، ہاں، مجھے آؤ دھا صاحب ہا لکھا لیتا ہے۔“

”اب میں، اسی سے بڑا راست لکھو کرنا چاہتا ہوں۔“  
لانڈری کے مالک نے کسی قدر پچھا بیٹ کے ساتھ اسے ٹلب کیا اور پھر جیسے  
ہی شاہد کا سامنا اس سے ہوا، حق کی ختنی خواہ پچھا گئی۔

”ایک پیسہ نہ سمجھیں۔“ لانڈری کے مالک نے کہا۔ ”تمارے بارے میں معلومات  
حاصل کرنا چاہتے ہیں۔“

عجیب ہی مکار بیٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی، جو کہ اکم شاہد کے نزدیک غصہ  
آکا دلستہ والی بھتی بیکن اس نے پڑے بسطے کام لیا۔ دیے ہو، اس کی تھکھوں میں...  
براؤ راست دیکھنے کی سکت خود میں نہیں پار بات تھا۔

آخر اس پر اسرار مجبی نے لانڈری کے مالک سے پوچھا: ”کیا میں اپنے بارے میں  
کچھ جانتا ہوں؟“  
”میں کیا بتاؤں؟“

”جیسی آپ کی مرہنی۔“ اس نے بے حد نرم بیٹھے میں کہا۔ ”میں، آپ کا ہمید شکر گزار ہوں گا اگر میرے بارے میں معلومات فراہم کروں۔“

شاید بڑی دخواری سے اپنے فٹھے پر تابو پر سکاتھا۔ ہری طب چاہ رہا تھا کہ روپالوں کا جل کر اسے شوٹ کر دے۔ لیکن اس کی بجائے محنت نوٹ بگ بچائے پر قافت کرنے پڑا۔

”تم اپنا سیمح پتابتاؤ۔“ اس نے سید و حبیب تھے۔ اور وہ اسے اپنا پاتختانے لگا۔ نوٹ بھک کے سفے پر قدم چلتا رہا پھر شاید نے سرخ تھا کہ سید و حبیب سے کہا۔ ”اگر کہیں غاس بھوگی تو تم سے ہر جا طلب کیا جائے گا۔“

اپنی کے ہونٹوں پر تھیز ایمز مسکراہت نہدار ہوئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

”آپ خواہ غواہ دوسروں کو موت کر رہے ہیں۔ سید و حبیب کی بات ہے۔“

”چھپ لے۔“ اسے سفے پر قدم چلتا رہا پھر شاید نے سرخ تھا کہ سید و حبیب سے کہا۔ ”آپ خواہ غواہ دوسروں کو موت کر رہے ہیں۔ سید و حبیب کی بات ہے۔“

”چھپ لے۔“

”غافلوں پاٹیں مت کرو۔“ شاید پر تھج کر بولا۔ ”ہم تھماری مگرانی کرائیں گے۔“

”وقت اور انرجی کی بربادی۔“

”زمان بند کرو۔“

”جیسی آپ کی مرہنی۔“

پھر شاید وہاں نہیں رکا تھا۔ خواہ نجواہ اسے چھپ رکھتا تھا۔ اس سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا تھا۔ پیچے پھر مارتے تھے اور وہ، اس کا نواس نہیں یاتھا۔ میں اتنی سی بات تھی۔ ہر سکتا تھا کہ وہ واقعی اپنے بارے میں کچھ رہ جاتا ہو۔ اسی حادثے میں اپنی یادداشت کوہ پیٹھا ہو۔ اگر اسے شتبہ قرار دیتا تو مول پہنچا ہوتا کہ اس سلسلے میں شتبہ کھجا جا رہے؟ لانڈری سے بکلا تھی تھا کہ ایک اخبار کے حکوم پرور پر نظر پڑی، جو حشید وہاں اسی کا منتظر تھا۔ تیری سے اس کی طرف کیا اور ساتھ ساتھ چلے گا۔

”فرماتے ہے؟“ شاید اس پر اٹ پڑا۔

”شاید بات نہیں تھی۔“ روپر تھیسکا کر بولا۔ ”میں خود کئی دلوں سے بچک مار رہا ہوں۔“

”اچھا۔“ شاید نرمی سے بولا۔ روپر تھر اس کے لیے اپنی نہیں تھا۔ اکثر وہ شیئر

”میں پہنے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔“

”اور خود کو صحیح الدماغ بھی سمجھتے ہو۔“ شاید نئے بیٹھے میں سوال کیا۔

”پاں لکن، ان سے پوچھیے۔ کیا یہ لوگ مجھے صحیح الدماغ نہیں سمجھتے؟“

”جیسی چھکریوں مارنے میں؟“

”یہ کچوں سے پوچھیے۔ میں کی بتاؤں؟“

”میں، اس پر اعزام کیوں نہیں ہوتا؟“

”کیا اعزام نہ بجز بھرم ہے؟“

شاید نہیں چھاتا کر کر دھرم طرف دیکھنے لگا۔

”بھاں آئے سے پہنچ کھاں رہتے تھے۔“ شایم کو حصہ آگیا تھا۔

”میں عرض کر کچا ہوں کر میں نہیں جاتا۔ بس، بھاں سے میری یادداشت شروع ہوتی ہے کہ میں نے سید و جہان کے برادر والی جہنم پر خیری بھی تھی۔“

”جھپٹی پھر خیری نے کے لیے رقم کھاں سے آئی تھی؟“

”میری جیب میں تھی۔“

”جب میں بھاں سے آئی تھی؟“

”میں نہیں جاتا۔“

”کیام سے شتبہ افراد کا سائبنتاؤ کیا جائے؟“

”وہ کہے ہر تباہے؟“

”مشتبہ افراد کو ہم بند کر دیتے ہیں اور اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک

اُن کے بارے میں پوری طرف معلومات نہ حاصل کر لیں۔“

دوں کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

"وہ ایسی باتیں کرتا ہے، بیسے یادداشت کھو جتا ہو۔" پرور نے کہا۔  
یکن بے سی کو کس خانے میں فٹ کرو گے؟" شاہد بولا۔

"واقعی بیرت انگریز ہے یکن بھی میں نہیں آتا کہ پھر مارنے کا سلسلہ کیے شروع  
ہوا ہو گا؟"

"یہاں تم بھی سے چھپے رہ گئے ہو۔" شاہد نظریہ انداز میں مُسکلایا۔  
"میں نہیں سمجھا...؟" پور پڑھتے چلتے ڈک گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ پھر مارنے کا سلسلہ کیے شروع ہوا تھا۔"  
"میری طرف سے جائے کی ذوق قبول کرد۔ ہیجنٹ کے چینی تھیں بہت پسند ہیں،  
مجھے ملے ہے۔" پور پڑھ کر بولا۔

یکن اس بے اوجو بھی میں تھیں نہیں بتاؤں گا۔

"اگر یہ معلوم ہو جائے تو میری اپنے مکن ہو جائے گا اور مل کے شمارے میں تھاری بیسی  
بھی ہو جائے گی۔ اس طرح نہیں کروں گا، تھیں کہ تھاری آئندہ نسلیں بھی تم پر خوب کریں گے  
اور اس کا فائدہ تمحارے مکن کو بھی پہنچے گا کہ وہ شہر میں ہونے والے سارے واقعات پر  
نظر رکھتا ہے۔"

شاہد نے سوچا۔ ہات تو قیک ہے۔ پھر اسے ہیکٹی کے جیگنگل کی ہوت قبول  
کر لیتی چاہئے۔

فچر، بڑی خوبصورتی سے چھپا گیا تھا۔ سیستگنڈ کی متعدد تصاویر تھیں جن میں کہیں  
اس پر پتھر بر سر ہے تھے... اور کہیں راجگیر اسے پچ کی یلغار سے بچانے کی بخشش  
کر رہے تھے۔ ساتھ ہی صمنون کی فوجی نے اس کی مزید قدر و قیمت بڑھادی تھی۔

۱۳  
اس میں انپکڑ شاہد کا فخر ساتھیہ بھی تھا جس نے اس دلچسپ طرف خصوصی  
تجھے دے کر یہ عدم کریا تھا اسے اس بے ضر آدمی پر پھرا دکنے کی پڑیں کس طرف ہوئی تھی۔  
اور اب وہ، اُس آدمی کی کلاش میں تھا جس نے ایک پچھے کو پھر مارنے کی ترغیب  
دی تھی۔

ترغیب دینے والے نے فوج پڑھا تو اُس کے ہاتھ پاؤں پھوپھول گئے۔ اُس سے تو  
کہا گیا تھا کہ یعنی ایک قدر کی سلسہ ہے یہاں پکھر پڑھا گا۔ اُس سے آگو ہی بلکہ انہیں  
کے کسی افسوس کو اس سے کیا سرکار، جب کہ خود پتھر کھانے والے کو اس پر کوئی اعتراض  
نہیں تھا۔

جہاں یگر پہت معلوم قسم کا فوج بے کار تھا، بھی سرک پر مجھ لگا کہ اُوٹ پٹاگ قسم  
کی ادویاتِ رُخت کرنا تھا اور بھی نہیں بن کر بھوپے جائے دیبا یتوں سے کماں کریتا  
تھا... اُن دونوں بے کار تھا کہ ایک اچھی خاصی رقم کے میون یہ معلوم سا کام میں گیا۔  
ایک پچھے کوئا بھی ڈپے دئئے اور اس نے سٹکار کی پشت پر پتھر جمدیا یکن ہبھا چیر کو  
یعنی تھا کہ اس وقت وہاں، اُن پچھوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا اور پھر وہی پڑتے  
اُس سے فڑا دیکھ کر واقعہ ہوتا تھا جسے اُس سے پانچ روپے دیتے تھے۔

تو کیا اُس پچھے ہی سے پولیس افسوس کے باسے میں معلوم ہوا ہوگا؟...  
بہر حال اُسے اس سلسلے میں اُس آدمی سے بت کرنی چاہئے جس نے اُسے اس  
کام پر مدد کیا تھا۔

وہ چائے خانے سے باہر آگئی۔ تھوڑی دو پر لیک دُو افراد کی دکان تھی۔ وہاں سے  
وہ فون پر اُس آدمی سے رابطہ قائم کر ساتھا۔

خوش قسمتی سے اس کی کالا، اُس کی آدمی نے رسیوکی۔ درمذہ تو سمجھا تھا شاید اُسے  
کہی بارکو شکر کری پڑے گی۔  
"مجھے یعنی تھا کہ تم پریشان ہو جاؤ گے۔" دوسرا طرف سے بچھے کے ساتھ  
کہا گیا۔

کیا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے؟ جو بھی کسے بچھے میں ہجرت تھی۔

تفعلی نہیں... کیا رکھا ہے ان باؤں میں۔ وہ تمکے ہرگز نہ اپنے سکے کا اور اگر تھیں خدا شے کہ اس کا سامنا ہو ہمیں جلدے گا تو میرے پاس چلے آؤ۔ میں اُس سے پہنچنے کی تدبیر تداروں۔

میں کیا بھی آجائیں؟

ہاں، ہاں، آجاؤ۔

رسیور کیڈیل پر رکھ کر اُس نے کمال کے پیسے اُدما کیے اور دکان سے بکل آیا تھوڑی دریا جوہر رکشے میں بیٹھا ماذل ناؤں کی طرف جا رہا تھا۔

اُسے یہ بھی تو نہیں معلوم تھا کہ اس کیلئے امام مقصود کیا ہو سکتے۔ ویسے اس آدمی سنتگزادی تھیں تھیں، اُس کے لیے بھی جریان کی تھی... اور وہ خوبی تو اُس کی تُوہ میں رہنے لگا تھا۔ یہکوں یہ معلوم کر کے اُسے بڑی مایوسی توں تھی کہ وہ ایک لانڈری میں کپڑے دھستا ہے۔ بچکاری بھی بیب پات نہیں تھی کہ اس پر پھر بروسوالہ والا ماذل نہیں تھا۔ کیا اس پر کوئی اعزازی نہیں ہے؟ بخلا اس دلتنہادی میں کوئی دھوپی سے کیس سرکار۔ اگر اُسے انتقالی کارروائی کھجرا جائے تو یہ طرفی کار عجیب نہیں تھا۔

رکشا، اُس نے ایک کوئی کے چہاں کے سامنے رکھا اور کلری ادا کر کے چھاپ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جھٹکا جس کی دلیل کھڑکی کھول کر سزا کala۔

تم جو بھی ہے؟ اُس نے پوچھا۔  
ہاں، بھائی...!

اندر آجاؤ۔ صاحب بھیں پہنے سے ہی بڑھتا۔

وہ ذینی کھڑکی سے کپاونڈ میں داخل ہوا۔ ایک بار پہنچنے کی بیان آچا تھا۔ بہذا جانتا تھا کہ اسے عمارت کے کس حصے میں جائے گے۔

وہ اُسے پرمادے ہی میں مل گیا۔ جھوٹے سے قد کا ایک دبلائٹا اور بُرھا اُدی تھا ایکن چال دھمل سے خاصا پچر تیلا معلوم ہوتا تھا اور آنکھوں سے تو بے پناہ تو نہیں

کامنہاں بھا تھا۔

چھا بھرستے صاف تھے وقت ہنس پہا۔ جھا بھرستے بے دل سے ہنسا تھا۔

”اوہ، اندر آجاؤ۔“ بُرھا سٹنگ روں کی طرف بڑھتا پہا بولا۔ بہاں اٹھا رہے کافر پر بہت سلسلے سے لگایا تھا۔

”آرام سے بیٹھ جاؤ۔ ایسی بھی کیا پریشان۔“ اُس نے صوفی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”صادر ایں پولیس کا بچکر سمجھ میں نہیں آیا۔“

”ارے اوہ... کچھ نہیں۔ اخبار والوں نے ایک خوبصورت سی کہانی بنائی ہے اور اس آئیس کی تھوڑی سی پہنچی کر دی ہے۔“

”یکن صاحب، آخر یہ معاملہ کیا ہے؟“ اُتنے سے کام کے لیے آپ نے مجھے پانچ سو روپے دیتے تھے... اور اب یہ پولیس والا...“

”بکایام نے کوئی جرم کیا ہے؟“

”بھی نہیں... اسی مورثت میں اسے جرم نہیں کہا جاسکتا۔ جب کہ پتھر کھانے والے کو اس پر کوئی اعزازی نہیں ہے۔“

”مگر... خاصے سمجھدا آدمی ہو۔ اس لیے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور پھر مجھے تھیں کے کروہ تک“ بھنگی جی نہ سکے گا۔“

”ہو سکتا ہے لیکن آپ میری یہ ایجین رفت کر دیجئے۔ وہ ایک محول سادھوپی ہے اور آپ اتنے بڑے اُدی ہیں۔“

”تم نہیں بھے۔ اچاچو، میں تھیں اس کی ماں سے ملاؤں۔ وہ پھر تو سے سڑک رکنی ہے۔ پتھر پر جو پڑھو جاتے ہیں لیکن اس کے سر پر معمول سی خراش بھی نہیں آتی۔“

”کمال ہے۔“

”چلو، مٹھو۔ تھیں سنتگزادی کی کہانی بھی دی سنا نہیں۔“

”کہاں چلنا ہو گا؟“

”بند رکاہ تک۔ وہاں میری ایک کشتی بھی ہے۔ جس کے عملے کے لیے دہ کھانا

پکاںی ہے۔ میں جو کچھ بھی کر دے ہوں، وہی کے لیے کر دے ہوں۔  
”میں ضرور میڈل کا جناب!“ جہاں گیر احتسابہ بولتا۔

”اوہ پہنچاڑوں چاہے تو تم بھی فی الحال اُسی کشی پر رُک جانا۔ جب معاملہ ٹھنڈا  
پڑ جائے تو واپس آجنا لے کشتی کر دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے۔ ساری انسانیں اس پر مہیا  
ہیں۔ بس ایک تیڑا ہو اسکاں سمجھ لو اسے۔“

”بہت ہترخیاب! میں وہیں اُرک جاؤں گا۔“

محڑی دی بعد ایک مبینی تکارکٹی کے کپاٹوں سے بکل جیسے بوڑھا خود ہی ڈرائیور  
کر رہا تھا اور جہاں گیر اس کے بارہ والی سیٹ پر پیشہ ہوا تھا۔

”میں پڑھے کہ میون کی قفریخی کی کشتیوں کے بارے میں سنا کرتا تھا۔ آج دیکھو ہی  
لوں گا۔“ جہاں گیر نے پرستہ میہے میں کھاہ۔

”بلکہ اس پر کچھ دن قیام بھی کر دے گے۔“

”خوش قسمتی ہریکی۔“  
سامن پر پہنچ کر گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر دی گئی اور وہ، فاٹ کی طرف  
بڑھے۔ لیکن جہاں گیر کو اس وقت بڑی حیرت ہوئی، جب اس نے بوڑھے کو ایک  
چھوٹی سی موڑبوٹ پر پڑھتے دیکھا۔ یا اتنی بچھوٹی بھی کہ اس پر بنشک پانچ اچھا فاراد  
ہی پڑھ سکتے تھے۔

”یکشتنی...“ اس نے کسی قدر بچکاہٹ سے کہا۔  
”ارے نہیں...“ بوڑھا نہ دوس سے ہنس کر بولا۔ اس پر بیٹھ کر ہم اُس کشتنی

بک پہنچیں گے۔ دراصل میرے کچھ جہاں، اسے بچھلیوں کے شکار کے لیے آگے  
لے گئے ہیں۔“

”اچھا... اچھا۔“ جہاں گیر نے کہا اور خود بھی موڑبوٹ میں بیٹھ گیا۔  
بوڑھے نے موڑبوٹ کا انجن اسارت کیا اور اسے گھر سے بانی کی طرف موڑتا  
ہوا زور دے بولا۔ ”تم آخری سرے پر بیٹھ جاؤ، تاکہ بیٹھس رہے۔“

”بہت اچھا، جناب!“ جہاں گیر دیوانی سیٹ سے اٹھ کر دوسرے سرے پر چلا  
گیا۔ پہاڑ سمندر پر سکون تھا کیون جہاں گیر سوپت رہا تھا اُسے تمام ضرور ہو گا۔ اس  
لیے سچھل کر پہنچنا چاہیے۔

بوڑھا دوسرے سرے پر اُس کے مقابل پیٹھا گیب انداز میں سکھتا ہے تھا۔ کشتنی  
جلد ہی کھٹک سمندر میں آگئی۔ دوسرے دوڑ سک کوئی درمری کشتنی نظر نہیں آ رہی تھی جہاں گیر  
خداوں بیٹھا، اس کی مکاہلہ تک تو کوئی معنی پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دنہستہ بُرڈھے نے سب سے روایاں بکال کر اس کا رُخت جہاں گیر کی طرف کر دیا۔

”جی... جی... لک... کیا مطلب؟“ جہاں گیر نے بوڑھا کر اس کو ہٹھے پہنچے کی  
کوشش کی اور عیک اُسی وقت سائنسمنگلے ہر ہر پستول سے بے آواز فائز ہوا۔ گولی  
جہاں گیر کی پیٹھانی پر لگی اور وہ پانی میں اُٹھ گیا۔

موڑبوٹ اُسے پرستھی میں گئی تھی۔

”اس پر کچھ دن قیام بھی کر دے گے۔“

اُنیں اُنیں کے دار ہیکر کوں یعنی نے سکزاد والا فوج اخبار میں پڑھا اور گردی  
کی پشت گاہ سے چک گیا۔ اس کی اکھیں حیرت سے پھیل ہوئی تھیں جیسے کہ اُنہوں

سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہیں پر یقین و تکیک کی کشمکش میں مبتلا ہو۔ پھر  
اُس نے اٹڑ کام کا بیٹن دی کر کسی کو مناٹ بیا۔ ”گرین فالی تھرثین چاہیے، فدا۔“

اوکے، سراً کسی نے جواب دیا۔

اندر کام کا موڑپت ان کے کرنی یعنی نے جیب سے سکرٹ کیس بنکالا اور ایک

سکرٹ مخفی کر کے سکھاتے ہی والا تھا کہ میر پر کئے ہوئے سرخ افسروں کا اُندر  
بدل چکا۔

”یس سر...!“ اس نے رسیور اٹھا کر مادھو تھیس میں کھا۔

پڑا بُرا تھا۔ جزل، فائل کی ورنگری کر کے اُس کی بخش تصویریں، اسڈ میں شائع ہونے والی تصویروں سے میلان آ رہا۔ تھوڑی دیر بعد طوبیں سانس لے کر بولا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ فیضی کچھ نہ بولا۔

آخر جزل ہمدانے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "فی الحال، اس کی صرف تحریکی کروائیں یعنیکن اُس اوری کا سراغ خدا نے حدود روئی ہے جس نے پچھل کو اس پر تھر جلا نے کی ترغیبی تھی۔" میں بھی بیرونی سرچ رہا تھا، جتاب! " اس اوری انسپکٹر شاہ کو اپنے اعتماد میں یعنی کی کوشش کرو۔" اور سٹکنگ اور کی صرف تحریکی کرائی جائے؟ " کزن فیضی نہ پوچھا۔ " ہاں... اور اس کے بخوبی کا بھی خیال نکھا جائے۔

" بہت بہتر ختاب! " جزل را خٹے خال، اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پائیں ہاتھ کو اس طرح بخش دی بھیے ملاتا تھا کا وقت ختم ہو چکا ہوا۔ کزن فیضی، اُس کے آفس سے باہر آ گیا۔ اُس کے چہرے پر گھری لشوشیں کے انار تھے۔

کیپشن فیضی اپنے سے باہر ہو رہا تھا اور انسپکٹر شاہ اس طرح سر جھکا کے کھڑا تھا جیسے اس سے بڑی غلظی پہنچ کر بھی سرزد ہو گئی ہو۔ " الجھایں کیا حدود تھی کہ اس حد تک جائے؟" فیضی پھر گرجا۔ " آج کس بات کا شہہ تھا، اس پر۔" " بب... ابھیں کیا عزم کروں کروں! جتاب،...، بس تمامت،...،"

ہی تم صروف ہو؟" دوسرا طرف سے کاہزادی۔

بھی ہاں، یہی سند ابھی سامنے آیا ہے اور توہی توہی کا طلبگار ہے۔

" کیا استار کے اس فیچر کی طرف اشارہ ہے؟"

درست ہے، جناب ایں نے گرین فائل تھریٹن بخولیا ہے۔

" ہگھ... " دوسرا طرف سے اواز آئی۔ " ناگل سمیت میرے اُنہیں آجائو۔"

" بہت بہتر ختاب! " کزن فیضی نے کہا اور دوسرا طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر رسیور کریٹل پر دکھ دیا۔

یہ ڈائریکٹر جزل کی آواز تھی، سگریٹ سکاتے وقت، اُس نے اپنے ہاتھیں لرزش پھر سس کی۔

اس کا پہنچن اسٹنٹ تھوڑی دیر بعد ایک فائل یہے ہوئے کرے میں داخل ہوا۔ " تھیک ہے، بس، چاؤ۔ اس نے اُسے فائل میز پر کھو دیتے کا انتہا کرے ہوئے کہا۔ پھر اسٹنٹ کی آنکھوں میں جیرت کے آنار نظر آئے۔ شاید کزن فیضی کا یہ انداز اس کے پیغمبر معلوں تھا۔

بہرحال وہ، اس کے ہمکی تعییں کر کے اُنہیں پاؤں والپس چلا گیا۔ کزن فیضی نے سگریٹ کے کمی گھرے گھرے کش یہے اور اسے ایس شرے میں رکھتا ہوا اپنے لیا۔ ڈائریکٹر جزل کے آفس میں دنطلے کے یہے اسے چند منٹ انتہا کرنا پڑا تھا۔ آئی، ایس، آئی کا ڈائریکٹر جزل راؤ ایک بے حد دنگ ہڑائی آری تھا۔ ماتحت اُس کا سامنا کرنے سے خائف رہتے تھے۔

ٹرد کرن فیضی اپنے گھٹشوں میں لرزش کی محروس کر رہا تھا۔

" بیٹھ جاؤ، " اُس نے کرن فیضی کی طرف دیکھ لیا تھا۔

قیکن بیو، سر، " کہتا ہے کرن فیضی پیچ گیا۔

" ناگل... " جزل نے اس کی طرف پاٹھ بڑھا دیا۔ کرن فیضی نے اتنی احتیاط سے فائل، اُس کے اقتدار میں دیا تھا جیسے وہ شیئے کا ہو۔ اسٹار کا تازہ شمارہ بھی میرے

"بیری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا، جناب!" شاہد نے بالآخر کہا۔

"مُحَمَّدِو": فیاض نے یاد اٹھا کر پر تکر لیجئے میں کہا۔ "نپھر میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ پتھر جلا دے کی اب تک بارے میں تھیں کس نے بتایا تھا۔"

"سید و حبیب نے بتایا تھا۔ وہ اس کا پڑھ سی ہے۔"

"شاید تم نے پوروڑ سے ذیلیے کا ذکر نہیں کیا تھا۔"

"بھی نہیں۔"

"یہ تم نے اچھا کیا تھا۔ اب کم از کم تم آئی۔ ایس آئی والوں سے اپنا پیچا تو چھڑا سکو گے۔"

"میں نہیں سمجھا، جناب؟"

"وہ تم سے کوئی انتہی بات معلوم کیے بغیر تمھارا پیچا ہنس پھوڑیں گے۔ میں کا ذکر فہریں نہ ہوں۔"

"اوہ... تو سید و حبیب کے حوالے پر میں، انہیں ملنے کر سکوں گا؟"

"بالکل... اگر وہ ابھی کا کوئی درد بر سب سے تو خود سید و حبیب کر کھٹکالیں گے۔"

"اس رہنمائی پر میرا شکریہ قبل فرمائیے، جناب! اب میں سارا زور سید و حبیب ہی پر صرف کر دوں گا۔"

"بس، جاگو۔ ٹھیک پانچ بجے... آری، آفیسرز کلب... کرنی فیضی نام پارکنڈیا شاہد سیلوٹ کر کے باہر آگیا تین شایدابھی مزید جائیں اس کے مقدمے میں تھیں بھی بھی نہیں۔"

وہ سچ پہاڑا کر سید و حبیب کا فقصہ اپنی جگد...۔ یہاں اگر کرنی فیضی، سٹیکنگ کے بارے میں پوچھ بیٹھا تو کیا تائے گا... ضرور پوچھ لے کر اس پر کس لومیت کا شہد بھتا۔

کیا بتائے گا، آخر؟ سوچا اندر پر ہوتا رہا۔ فیاض سے صرف ذات سنی تھی یا پھر سید و حبیب والا لختہ ملا تھا۔ اصل بات قریب تھی کہ آخر اس نے سنبھی گی سے اس کا تعاب

"اگر بھپن کی کوئی جلت اجھر آئی تھی تو اس کرائم پرور سے مغلکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہا پہنچ طور پر اس طور پرے متعین فوج چاپ سکتا تھا۔ اس کا پیشہ شہرا۔ اسی ک روٹی کھاتا ہے۔"

شاہد خاصوٹی ہی رہا۔ یہ تو مکن نہیں تھا کہ رونٹی کے حوالے پر ان جھینگل کا تذکرہ کریکھتا جو پوروڑ سے اسے بکھائے تھے۔

"اب ویکنہ کیسا دامغ خراب کرتے ہیں، آئی۔ ایس۔ آئی واے: "کیپٹن فیمن اسے قبر آکر لوں نظرلوں سے گھوڑتا ہوا بولا۔ "پتا نہیں، کیا پچھرے؟"

"آخر آئی۔ ایس۔ آئی واے کیوں؟"

"میں نہیں جاتا۔ آئی۔ آئی کا دا سرکیز کرنی فیضی تم سے ملنا چاہتا ہے۔ آئ شام کو پہاڑ پہنچے آری، آفیسرز کلب میں اس سے ٹلو۔"

"میکن دیاں میرا دا خدا کس طرح ہو گا؟"

"کرنی فیضی کے حوالے سے۔ کلب کا کوئی ذستے دار آدمی نہیں، اس کی میرے پہنچا دے گا۔"

"کس جنگل میں پڑ گیا؟"

"یہی اطلاع جعلی ہے کہ بہت دنوں سے یہ سلسلہ حاری تھا۔"

"جی ہاں۔" شاہد نے پرتویش لہجے میں کہا۔ میکن کسی نے بھی اس طرف تو چہ نہیں دی تھی اور پھر جھکتے ہیں آئی۔ ایس۔ آئی۔ والی بھی چڑھتے دوڑھے اور وہ ہرگز دوڑ کرائم پرور نہ ہوا۔"

"ہے چالاں کیوں دے رہے ہو؟" فیاض، اسے گھوڑتا ہو جاؤ، بولا۔

"میری اس حماقت سے پہلے ہی اس نے پھر کوئی نہیں چاپ دیتا تھا۔"

"تمہارے تذکرے کے بغیر اس کی کوئی ایمیت نہ ہوتی۔ اس میں اتنا سس پس ہرگز پسیانہ نہ تھا۔"

"بہر حال... دھطیں سانس لے کر کچھ کہتے کہتے ڑک گیا۔ فیاض استغفار میں انداز میں اسے دیکھا رہا۔"

"اچھا... کہہ کر شاہ نے رسپورٹر کیڈل پر رکھ دیا۔ اُسے تو قع نہیں بھتی کہ  
تلران، فیاض سے اس ملاقات کا تذکرہ کرے گا۔

اُس نے ہاہر آگر موڑ سائیکل سنیجاتی اور ٹلران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔  
راستے میں حسب و عدہ سیمان کے لیے امریال بھی خوبی تھیں۔

سیمان نے سینٹگ روم میں اس کا استقبال کیا اور امیر عدوں کا ذمہ سنبھالتے  
ہوئے آہستہ سے کھبا۔ ابھی دھوپی ہی لے رہے ہیں۔

"کیا ماں قی؟" شاہزادہ بہرت سے پوچھا۔

"جی، ان جب سے تکریزہ ہوئے ہیں، یہی حال ہے۔ روزانہ لوہاں کی گھوٹی<sup>1</sup>  
یتھے ہیں اور میں کے لذوں بالائی کے ساتھ کھاتے ہیں۔"  
بڑی بیک بات ہے۔"

"میں ایک پڑوسی کوہاری کے بناء کا تبریزی بھی دیا تھا۔ شیخ نہیں کہتا۔ کہتے ہیں، ڈارہ می  
ر کوں گا۔ میں غرض نے رو رکھ رکھا اُن کا شیر کرایا تھا۔  
میں تھبے؟"

"آخر رات قوالوں کو بھی بلایا ہے۔ آپ بھی آئیے گا... ظہر یعنی میں، آپ کے لیے  
کافی ناتاہوں۔"

"ملحق کی ضرورت نہیں۔ میں انتظار کر دیں گا۔"

"اویسے میں نے اطلاع دے دی ہے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔"

"تمیک ہے۔"

"میکن شاید اپنی بیویں والوں سے ملا گوا رہیں ہے۔"

"یہ کس پنا پر کہہ رہے ہو؟"

"آخر صبح کسی سے فون پر کہہ رہے تھے۔ اچھا جی میں، میں ابھی آیا۔ آپ کے  
لیے کافی لارہا ہوئی۔ سیمان نے بھابا اور کرسے سے چلا گیا۔

شاہ تھبا بیٹھا ہوا... پھر کافی آنے سے پہلے ہی ٹلران کرنے میں داخل ہوا۔ شاید

کیوں شروع کیا تھا؟ سرکاری آئیسراں یعنی نہیں ہوتے کہ دیروں اُن کے تینجھے دوڑتے  
پھری ہیں آئی۔ اس۔ آئی والوں کے ارش ہو جاتے کا یہ مطلب تھا کہ ادا قبیل کوئی خاص  
بات تھی۔ اگر ان کے نزدیک کوئی خاص بات تھی تو وہ اُس سے ایک لمبے کا حساب  
لئے گے۔

اُن بھی میں اسے احتیم ٹلران کا دھیمان آیا اور وہ اچل پڑا۔ ہر چند کرفیا میں  
کے تو سطے دہ، ٹلران پر غارتیہ رستاخاں لیکن اُسے یعنی تھا کہ اس طرح ٹلران فیاض  
کے کام آتھا۔ اس طرح اسی پیشکشی بھی اسال کر دے گا۔ یعنی وہ سٹگزار کے تعاب  
کی کوئی معقول وجد ضرور تلاش کرے گا۔  
اپنے نکرے میں پہنچ کر اُس نے ٹلران کے فلیٹ کے نمبر ٹائیں کیے۔ دوسری  
طرف سے سوالی آواز سنائی دی۔

"کیا ٹلران صاحب تشریف رکھتے ہیں؟" شاہزادہ پوچھا۔  
"رکھتے ہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں اسپکٹر شاہ بدبل روہا ہوں۔"  
ایک منٹ ہولڈ یعنی۔  
دوسری بار اس نے سیمان کی آواز سنی۔ جس نے بہت کوک کر پوچھا۔ "کیا

بات ہے؟"  
"تھمارے لیے ایک کلو امریتال خریدی ہیں۔"  
"بہت بہت سکریئر۔ پھر کب تشریف لارہے ہیں۔ آپ نے خوب یاد رکھا کہ  
مجھے امریتائیں پسند ہیں۔"

"میرے ہمچنہ ہمکار ٹلران صاحب کو فلیٹ اسی میں روکے رکھو۔"  
وہ تو رکے ہوئے ہی ہیں۔ لوہاں کی دھوپی لے رہے ہیں۔ اس کے بعد میں  
کے لذوں اور بالائی کھائیں گے۔ کم از کم پونٹھی کا نسخہ ہے۔ آپ بے نکری سے  
آجائیے۔"

بادر جانے کے لیے تیار تھا۔  
”اوہ... ہلو!“ اس نے شاید کو دیکھتے ہی مصائب کے لیے ہاتھ بڑھایا۔  
شاید نے بڑی گریجوشی سے معاشر کیا لیکن غرمان، اُسے اسی نظرؤں سے دیکھتے جا  
ساتھا جیسے اُس کی دماغی صحت پر بیخین نہ ہو۔  
”غاباً آپ، مجھے جھوٹے نہ ہوں گے؟“ شاید نے کہا۔

”غاباً بچر بھی مجھے ہر وقت یاد رہتا ہے۔“  
”مجھے پڑھنے کیجیے میں پیش فیاض کاماتخت ہوں۔ جو کچھ بھی کرتا ہوں، اُنہی کے  
حکم سے کرتا ہوں لیکن جتنی قدر آپ کی نیزے دل میں ہے اس کا ظہرا مکن نہیں ہے۔“  
”تو کیا پیش فیاض صاحب نے مجھے یاد فرمایا ہے؟“  
”بھی نہیں، ابھی ایک ضرورت لائی ہے۔“  
”ٹھیک ہے۔ اشریف رکھئے۔“

شاید پیش گیا اور غرمان اسے استقبال یہ نظرؤں سے دیکھا۔ اتنے میں سیمان  
کافی ہے آیا۔ ایک پیٹھ میں دو امرتیاں بھی بُرسے اہمیت سے رکو کر لیا تھا۔ امرتیوں  
پر نظر پڑتے ہی غرمان نے دیدے نچائے اور پھر سیمان کو گھوڑے لگا۔

”ان پکڑ صاحب، میرے لیے لائے تھے۔“ سیمان جلدی سے بولا۔  
غرمان نے طویل سانس لی اور پوری طرح شاپڑ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”آپ نے آج کا اشارہ دیکھا؟“ شاید نے غرمان سے پوچھا۔  
”نہیں۔ میرے پاس صرف اُدو کے اخبار آتے ہیں۔“

”ہبھ جاں ذرا اسے ملا خطر فرمائیے۔“ شاید نے فیچر والا سفرو جیب سے نکال کر  
اس کی طرف پڑھا دیا۔

”ہوں، اچھا... آپ کافی ہی ہیں۔“  
”اد ر امرتیاں بھی کہائے۔“ سیمان بولا۔ غرمان نے باخچہ ملائکر اُسے دفع ہو جانے  
کا اشارہ کیا۔ وہ بُری دلپتی سے فیچر دیکھ رہا تھا۔

”خوب...“ تھوڑی دیر بعد سر بلاؤ کر گیا اور فتح پر ٹھارہ۔ شاپڑ خاموشی سے  
کافی پر رہا تھا۔

”بہت اچھے جارہے ہیں، آپ!“ پالا خرگون سر اٹھا کر بولوا۔

”اچھا جارہا ہوں یا مجھ سے ایک بڑی حماقہ سرزد ہوئی ہے۔“ شاید نے قدے  
بسوں کو کر کر لیا۔

”بھی سطلب تھا میرا... حماقہ کی رفتیں کوئی مجھ سے پوچھے۔“

”میں سنبھل گی سے اس مکے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”حماقہ اور سنجیدگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ تن بجانب ہیں۔“

”آپ کو اس میں کوئی خامس بات نظر آئی۔“

”ایک خامی نظر آئی ہے۔“

”وہ کیا؟“

”اس ذریعہ کی وضاحت نہیں ہے جس کے مطابق کسی نے ایک بچے کو تھرملنے  
پر اُکسایا تھا۔“

”بھی ہاں، میں نے دیدہ و دانستہ یہ بات پور کرنہ نہیں بتائی تھی۔“

”دوسری بات یہ کہ یاد داشت ختم ہو جانے کی بیان پر آدمی اُس عدھک بے سی نہیں  
ہو جائے کہ اسے چھوٹ نہ گلے۔“

”بھی پاں...“

”اس کے علاوہ اور کیا جانا چاہتے ہو؟“

”بھی کہ آخر کس شبیہ کی بیان پر میں نے اس کا تعاقب شروع کیا تھا؟“

”یہ مجھ سے پوچھ رہے ہو؟“ غرمان نے حیرت سے کہا۔

”بھی ہاں، میں نے تو یہی خواہ معاذہ تعاقب شروع کیا تھا لیکن اب جواب دہی  
کرنی پڑے گی۔“

”اُسے فیاض... وہ کیوں جواب طلب کرے گا؟“

"آن کی بات نہیں ہے۔ آئی۔ آئی داے اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"  
"وقت...؟" عران کے پیچے میں بیرت گئی۔  
"بی جاں، اسی پر توجہ رہے۔ اسی پیچ کے حوالے سے ڈائرجیٹ کرنل فینی، مجھے سے  
ملا چاہتا ہے۔"

عران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے لو پھر بولا۔ اہریاں کیوں  
نہیں کھاتیں؟"  
"آپ بھی بیٹھے۔"  
"میں بھی ابھی بیٹن کے لذ و کھاچ کا ہوں۔"  
"کیا واقعی... میکن فربان کی وہوں کیوں؟"  
"خدا کی نیا... تو یہ کامیابی..."  
"پکنے کیے گا، بیمار سے کو، بے سانچی میں کہہ گیا تھا۔"  
"ہاں، تو یہ کرنل فینی..."

"جس سے یہ ضرور معلوم کرنا چاہا ہے گا کہیں نے کس شہبے کے تحت اس کا تعاقب  
شروع کیا تھا۔"

"اردم بنانا نہیں چاہتے۔"

"میں بتاؤں گا کیا، جب کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔"

"بس یہی کہہ دینا۔"

"وہ یقین نہیں کرے گا، اگر یہ کوئی سیریس معاملہ ہے۔"

"تو پھر کیا لکیو جائے؟" عران طبولی سافنے کر بولा۔

"آپ کوئی معتقد سی وجہ سوچیے۔ تاکہیں اسے مطمئن کر سکوں۔"

"ہم، اچا... میکن اس کے لیے ضروری ہو گا کہ تم مجھے دہ بھی بتا دو، جو اسدار  
کے کرم پرور کرنے ہیں بتایا تھا۔"

ضروربتاوں سکا: شاہ نے کہا اور اسے سید و حربی کے بارے میں بتانے لگا جس سے

ستگزار کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔

"اور وہ، اس آدمی کی نشان دہی نہیں کر سکا تھا، جس نے پہلوں کو پتھر مارنے  
کی ترفیب دی تھی۔"

"جی نہیں، اس بدلہ نہیں کر اس نے کس سے مُنتجا تھا۔"

"خیر، ہاں تو قومیت نہایت احیان سے کہہ سکتے ہو کہ شہریوں خواتین کو چھپنے کے متعاقبات  
بکثرت ہو رہے ہیں۔ بلندام بچے کے کوئی شخص غص خواتین کو اپنی طرف منتظر کرنے کے لیے  
اس طرح تھچکر کھاتا ہے اس لیے تم اس معاشرت کی تہذیب پہنچانا چاہتے تھے۔"

"تھا... شاہ بات چھوڑو چاہا۔" میں جانتا تھا کہ آپ کے ملاودہ اور کوئی ہری یا مشکل نہیں  
حل کر سکے گا۔"

"بلندام اب سید و حربی اور اس لاذوری کا پاتا بھجن تباہد۔"

عران نے دو ہوں پتے اپنی فرشتہ بک میں دوچ کیے تھے۔ شاہ بحیرت سے اسے  
دیکھتا تھا پھر بولدا۔ "کیا یہ آپ کی جی ٹھک کی جیزیرے پتے ہیں؟"

"دیکھوں گا۔ شاید آئی ملے۔ آئی والوں سے جی کچھ کافی ہو جائے۔ دبارة زندہ  
ہونے کے بعد سے میری حالت پتھری ہو گئی ہے۔"

"آخر قصہ کیا تھا؟ عرصے تک سب یہی بکھر رہے تھے کہ آپ سمندر میں فرق  
ہو چکے ہیں۔"

"سمندر بھی بچتا لائی کو قبول کرنے پر تیار نہیں۔ چھپلیوں کا ہامہ خراب ہو جانے کا  
اندیشہ تھا۔"

"آپ اپنی تہ بک کسی کو کہنی نہیں پہنچنے دیتے۔"

"یہ فربان کی دھونی کا کام ہے۔ عران نے سر بردا کر کھا۔"

"سیماں کوہ بہتھا کر کل آپ نے کسی کواری کے بُخارا کا تعریف بھی دیا تھا۔"

"یہ ایک کافری سفر تھی ہے، میرے پاس۔"

"اچھا، اب اجازت دیتے۔ شاہ اُنھاں اہم اپالا۔"

بِسْمِ اللّٰہِ...!

شام، عمار کے غلیٹ سے براہم پور کو موڑ سائیکل اسارت کر لی رہا تھا کہ ایک موڑ سائیکل سوار، اس کے قریب سے گزرتا ہوا اس کا دایاں گھال فرچ کر سکلا چالا گیا تھا زردہ آواز میں ایک گندی سی گھال شاپ کی زبان سے نکلی اور پھر اس نے آپ سے بارہوکر اپنی موڑ سائیکل، اس کے ہیچے دوڑا دی۔ اس نے اسے اپنی طرح دیکھا تھا۔ وہ اس کا کوئی بے تحف دوست نہیں تھا۔ شاید شنا سماجی منظہ ورثہ کے کسی قدر تدبیر ضرور ہوتا۔ الگا سوار پر یہاں کے درمیان سے اپنی موڑ سائیکل بھالے میں کافی مبتا تھا۔ کامنخا پر کر رہا تھا۔ شام، اس کے مقابلے میں کسی قدر پچکا ہوتے سے کارڈ جلا رہا تھا۔ یعنی نظر اسی پرچی ہوئی تھی کہ کہن بن نکل ہی ترجاتے۔ وہ، اسے بے ہودگی کی خاطر خواہ سزا دینا چاہتا تھا۔

کیا وہ پاگل تھا؟ یا یعنی بعض شرارت ہتھی؛ لیکن شرارت... ایک سزا کرنی آفیسر کے ساتھ۔ شاپ کا ٹون بڑی طرح گھوول رہا تھا۔ دونوں گاڑیوں کی دڑ جاری رہی۔ ہتھی کو وہ شہری آبادی سے باہر نکلے۔ شاپ کا غصہ اپنی منڈیوں پر کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی ناک اُسے نہیں پکڑ پا رہا تھا۔ دونوں کے درمیان اب بھی دو ٹوٹھی سو گزگ کا فاصد برقرار رکھا۔

اپنے ہاتھ سوارنے اپنی گاڑی ایک ایسے بانی میں موڑ دی جس کے گرد اونچی، اونچی چھائیاں احاطہ کیے ہوئی تھیں۔ شاپ نے بھی تھیہ کر دیا تھا کسی طرح اس کا چھپا نہیں چھوڑ سکا، وہ بھی اپنی گاڑی اسی طرف ایسا چلا لیا۔ اس نے دیکھا کہ متعاقب کی گاڑی، بائی کے وسط میں ایک ٹکنی بیچ پر چکر کارہی ہے۔

شاپہر نظر پڑتے ہی اس نے گاڑی روک دی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بے ساخت تھیہ کرنے لگا۔

شام، اس کے قریب ہیچ کر دھالا۔ شٹ اپ!

لیکن وہ پنٹا اسی رہا اور شاپ کے بازوں کی چیزوں میں اکڑن پیدا ہونے لگی۔ موڑ سائیکل کا انہ بندر کر کے دے، اس کی طرف بڑھا۔ اس نے تھیہ کر لیا تھا کہ چھوٹتے ہی ایک ہاتھ جھاڑ دے گا۔ لیکن اس سے بے جرخاڑ تھب کی جھاؤں سے دو فراہ براہم پور کا سائیکل سوار پر چھپتے، وہ خود اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر قبول اس کے کرشاپد موڑ سائیکل سوار پر چھپتے، وہ دونوں اس پر توٹ پڑے۔ یہ حلبے خوبی میں ہوا تھا اس لیے شاپ کو سختھے کا موقع بھی نہیں سکا۔ جلد اگر وہ میں سے ایک اسکی ناک پر تھی کیا ہٹا دیمال ڈال کر رہا تھا۔ سے دیوار کے رہا تھا۔ شام، کا دزجن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

رات کے آنکھ بچے تھے اور کپیشن فیاض بھیجنی سے نہیں رہا تھا۔ ہار بار فون کی طرف اس طرح دیکھتا ہے کسی کاں کا منظر ہو... دندرہ فون کی لشکنی بھی اور وہ تیزی سے اس کی طرف بھیٹتا۔

“پیروں...”

“کون ہے؟” دوسرا طرف سے آواز آئی۔

“اہ، کریں صاحب! یقین جلدی سے بولنا۔ یقین...”

بکھر پاڑا کا، اپ کے انسپکٹر کا۔

“تماش جاری ہے؟ جناب اکیم خود توکوش ہے۔

”اسے یہ رہیغام کرس وقوت ملا تھا؟“

”بیسے ہی وہ دفتر رہا تھا، کوئی سارے نہ بوجے کی ہاتھ سے۔“

”اس کے بعد سے اس کی نقل و حرکت کے بارے میں اپ کے پاس کیا اطلاعات ہیں؟“

”لگا رہ بچے وہ دفتر سے نکل گیا تھا۔“

”کہاں گیا تھا؟“

"روانی کی روپٹ لکھے بغیر انس سے نکلا تھا۔"

"لکھا بھی طریقہ رائج ہے، آپ کے دفتر میں؟"

"جی نہیں۔ باتِ دراصل یہ ہے کہ روانی کی روپٹ اسی وقتِ زندگی کی جاتی ہے

جب کسی سرکاری کام کے لیے روانی ہو جائے ہے۔ جسی ضرورت کے تحت بھر جانا ہو تو عوام سا

لوہنی پڑھ جاتے ہیں۔"

"کچھ نیا ہے، اسی پر شاہد کا اس طرح غائب ہو جانا، آپ لوگوں کو شواریوں

میں بھی منتظر کرتا ہے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں، جناب! یقیناً اُسے کوئی حادثہ پیش آگیا ہے، وہ مذکور طرح غائب

ہو جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"کیا اُس معاملے میں آپ سے اس کی تفصیل گنتگو ہوئی ہی؟" "جی ہاں۔"

"تو آپ کو اس کا علم ہو چکا رہ سنگڑا پر تھرا دیکھا کیے ہوئے ہی؟"

"جی ہاں، اس نے مجھے تباہ تھا۔"

"اور یہ بھی تباہ ہے کہ آپ اس کا علم کس سے ہوا تھا؟"

"جی ہاں... اسی اللہ تعالیٰ کے ایک دھون سے، جس کا نام سید ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ جیسے ہی اسی پر شاہد کا سفر اعلیٰ ہے، مجھے مطلع کیجئے گا۔"

"بہت ہمہر، جناب! یقین نے کہا اور درسری طرف سے رابطہ خفظ ہونے

کی آزادی کر دی پر کٹل پر رکھ دیا۔

غورا ہی پچھنچنی بھی اور اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔ درسری طرف سے

برنسے والے کی آزادی کی حضوری سانس لی اور پھر بھی آزادی میں بولا۔ خدا کا قدرتے کر

تم زندہ ہو چکے ہے اس وقت تک کمی بار را گل کر کچا گوں۔

لکھا کسی فقیری فتحے کی حضورت پیش آگئی ہے؟ درسری طرف سے پوچھا گیا۔

منور میں بھروسے کے نوؤں میں نہیں ہوں۔ یقین نے صفحہ کا کھلا کر کہا۔

"مندیگ سے میری بات منور۔"

"بیان جاری رکھو۔ جب سے مرکر دوبارہ زندہ ہوا ہوں۔ سنجیدگی کے مالے بُر حال ہے۔"

"تم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان اسپکٹر شاہد تھا رے پاس تھا۔"

"انکار کریں کروں گا۔ شاہد ہی تھا۔ شاہد تھا تو نہیں بھتی۔"

"وہ تھا رے پاس کیوں گیا تھا؟"

"ایک گلہ امرتیاں بھی لایا تھا، سدمیان کے لیے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کیوں گیا تھا، تھا رے پاس؟"

"تھا را کیا خیال ہے کیوں آیا ہوگا؟"

"میں نہیں جانتا، اس سے پوچھ رہا ہوں؟"

"اس بیانے کا یا کہا کہ اس کا اندر بالکل پچھدے ہے۔ اُسے نہیں بتا سکا تھا کہ آئی اسی آئی والوں کو سٹریڈ کے تعاقب کی کیا وجہ تھا۔"

"یہ میں بتاتا، اسے... دیکھو! مگر بھوس کے ناخن لو۔ میں نے ابھی تک کرنی فتنی کو نہیں بتایا کہ وہ دفتر سے بھل کر تھا رے پاس آیا تھا۔"

"آخربات کیا ہے؟"

"وہ غائب ہو گیا ہے۔ بقرہ وقت پر کرنی فتنی کے پاس نہیں پہنچا۔ کرنل فیضی، مجھ سے اس کی نقش و حرکت کا چارٹ ہلب کر رہا ہے۔"

"تو کیا والی یہ کرنی بہت اہم معاملہ ہے؟"

"میں نہیں جانتا... لیکن آئی اس آئی والوں کی بے چینی سے تو یہی ظاہر ہوا رہے۔"

"بُر حال نہ دشواری میں پڑ گئے ہو۔ عمران کی آزادی۔"

"قطعہ نہیں، مگر گزین کرنی فیضی کو یہ تباہ دو دفتر سے بھل کر کھا گیا تھا۔"

"لیکن شاید؟"

عمران پر بنے  
پھر کا آدی

”عمران کی تو سیشہ، سرسلطان کی کوشی کی کمک اور میں داخل ہوئی۔ انہوں نے تھے فوری طور پر طلب کیا تھا۔ فیماں کی کام کا سلسہ منقطع ہوتے ہی ذن پر ان کی کال ائمہ تھی اور عربون فوراً رواہ پور گیا تھا۔“

سرسلطان، اُس کے منتظر تھے۔ اس پر نظر پڑتے ہی بولے۔ ”تم نے آج کا اسارہ دیکھا؟“

عمران کھڑکی پری سہلا تاہرا پیدھی چل گیا۔ پھر لولا۔ ”جی نہیں۔ میں نے تو نہیں دیکھا لیکن شاید آپ بھی حکاروں کے ساتھ میں پوچھ رہے ہیں؟“

”آپ بھی سے کیا امداد ہے۔ میں کیا سیئے جو کوئی پوچھ پکا ہے؟“  
”آنکی اسی آئی والی بھی اُسی کے پیڑھیں ہیں۔“  
”اگر نہ ہوں تو مجھے حیرت ہوگی۔“

”میں ان آپ کو بہت دریں خیال آیا ہے۔ اس وقت رات کے فربھیں۔ آئی اس دا لے تو مجھی سے حرکت میں آگئے تھے۔“

”میں ہر یوں کا صدت آشنا تو نہیں ہوں۔ جب ٹکھے کے ایک ذمہ دار فرد نے اس کی طرف تو تم دلائی تو مجھے حالات کا علم ہوا۔“  
”تفصیل کیا ہے؟“

”یعنی خون و خود کو سکنگاہ کہتا ہے۔ افریق کے یک ٹلک میں ہمارے سفارتخانے کا فوجی آتشی تھا۔ اصل نام مہزاد ہے۔ وہاں سے اچک ٹکھے ہو گیا۔ اس کی تھویں میں یہ رہنگ کے عجیب پکڑ کافرات تھے جن کا اچک پتہ نہیں پل سکا۔“  
”کب کدا قدر ہے؟“

”دو سال پہلے کی بات ہے۔ میرے ٹکھے سے تعلق رکھنے والے کاغذات بے حد ایم تھے اور کئی مکونوں سے تعلقات پر اثر اداز ہوئے تھے۔ اگر اُنہیں اس۔ والے جیچ کب پڑھے ہیں تو یقین کرو کیجیس کرن شہزاد کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔“  
”پتا نہیں کب سے دہیں قسم ہو۔“ عمران نے کہا۔ ”یہیں ہیں پتا اس وقت چلا۔“

”کیوں ہاںک رہے ہو؟“

”بچا تو کیا مجھے علم نہیں ہے کہ آئی۔ ایس آئی والوں سے چیچا چھڑانے ہی کے لیے تم ہجزت سمیت غرق ہو گئے تھے۔“

”بہت پاختر ہوئے جا رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔ ”بچی بات ہے تو تم ان لوگوں سے اپنا پہچاہ جو کرو۔“

”یعنی کوئی فیضی کو اکاہ کروں کہ شاہد تم سے ملا تھا؟“

”پاکل کا ہا کر دو۔“ عمران نے کہا اور بالطف متفق ہونے کی آواز آئی۔

”تیض نیوپ ہوٹ و انخل میں یادے رو سیور کو گھور تادہ گیا۔ پھر اس نے کمپل دبا کر شایر نہ فیضی ہی کے مبڑا ایں کیے تھے۔ دوسری طرف سے فردا ہی جواب ملا۔“

”کیچن فیاض سرا۔“

”کیا بخوبی ہے؟“

”باز بچے ہک وہ مشتعل عمران کے ساتھ رہا تھا۔ مشتعل عمران، ہمارے دامن کیڑ

جنل مل حب کے فرزند ہیں۔“

”اس کے بعد ۰۰:۰۰“  
”مشتعل عمران نے الٹی نشاہر کی ہے۔“

”اچھی بات ہے۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”بہم خود دیکھ لیں گے۔ آپ بھی اللہ“  
”شکر یہ جناب!“

”دوسری طرف سے بالطف منقطع ہو گیا۔ فیاض کے ہزوں پر مسکا ہبھت مفت۔“

”پرانے باکت۔“ تیسرا لکڑ دشمن کی تھی۔ وہاں کا اڑی کے لئے بس

لے اسی میانہ کسی ”ہوت کا آٹھ“ سے اگر تی کیرس ”نگک“ کا سلسہ میں خلیفہ ملتے

جب اس پر تھکڑا ہونے لگا۔

"اچھا تو پھر...؟"

"اور تپھر ازبی خواه نواہ... نہ وہ پاگ بین کی جھتن رتائے اور نہ کبھی سے کوئی غصہ ہر دکھتا ہے۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"خاص طور پر چاری توجہ اس کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔" عمران نے کہا

اور انہیں بتانے لگا کہ سنتگباری کی ابتداء کیسے ہوئی تھی۔

"بڑی خوبی بات ہے اور اس پر سنتگباری کا کوئی اخیر نہیں ہوتا اور وہ یادداشت بھی کھو میٹھا ہے۔ اپنے بابے میں کچھ نہیں ہوتا۔"

جانشنا تو کرنل سے دھوپی کیوں بن جاتا؛ ہر حال، اس کی طرف توجہ مبذول کرنے ہی کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

"مکن نے کیا ہے اور کیوں؟"

"یہیں دیکھنا پڑھے گا۔ اس شخص کا پانہیں چل سکا۔ جس نے ایک بچے کو پانچ پنچ کا نوٹ دے کر پھر ماسنے کی ترغیب دی تھی۔"

"کیا تم نے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی؟"

"میں نے تو اس سیستے میں ابھی کچھ کیا ہی نہیں۔ ان سپکڑ شاہد کا بیان پے کر سیدھی اس شخص کی نشاندہی نہیں کر سکا تھا۔"

"ہر حال، اب تھیں یہی کچھ کرنے ہے۔"

"یہ بہت اچھا ہوا کہم سے بھی اس کا کچھ پک قلعہ پسیلی ہو گی۔ ورنہ کرنل فضی خواہ نواہ سروچتا۔"

"میں تھسے ہے؟"

عمران، انہیں کیپٹن نیامن کی بحال سے متعلق بتاتا ہوا بولتا۔ اب میں ذرا گھر فون کر کے سمجھوں کہ کوئی خاص واقعہ تو ہمیں پیش آیا۔ میرا مطلب ہے، نیاض کی زبان سے

میرا مام سنتے ہی کرنل فضی آپ سے ہاگر یوگیا ہو گا۔  
نکھرت کرو۔ ان لوگوں سے میں پتوں گا۔"

تلران نے فون پر نیٹ کے نمرٹا نیٹ کے اور دوسری طرف سے سیمان کی اواز آئی۔ "نیچے ایک ہیپ کلری ہوئی ہے... اور سنبھال روم میں ایک کپتان صاحب تشریف فرمائیں۔"

"کیوں تشریف فرمائیں؟"

"آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"اچھا سن، ہو سکتا ہے، وہ تجھے سے پچھیں کر کس کی کال تھی۔ ان سے کہہ دیجو تو کہا صاحب کی ایک گل فٹیٹ خیریت دریافت کر رہی تھی۔"

"اور وہ یہیں دھڑے رہیں گے۔"

ذکر ہے۔ اس کا بھی اسلام ہو جائے گا۔ فی الحال، ان سے پوچھ لے کر چائے ہٹیں کے یا کافی۔"

"مختنہ اپانی پیٹھے آپی پچھلی ہیں۔"

"بس، بھروسہ نہیں۔ کہہ کر عران نے سیور کرڈیل پر رکھ دیا... اور سر سلطان کی طرف ہم کو بولا۔ کرنل فضی کے ادمی دہان ہیچخ گئے ہیں۔"

"تمہارے نیٹ میں۔"

"جی ہاں۔"

"شہر... میں دیکھتا ہوں۔" سر سلطان نے کہا اور فون پر کس کے نمرٹا نیٹ کے کہا۔ "کرنل فضی، پلیزا۔"

"گھر پر ہوں گے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔"

"گھر پر ہی ملادہ۔"

"یور آئیڈ شی، بیزیز۔"

"سیکریٹری ہرائے امور خارجہ۔"

"نماز ہر ہے کہ یہ دل تھی کیونکہ..."

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ کیا خود سٹگزادے اُسے بتایا تھا کہ کسی نے کسی پر کوچھ مارنے کی ترغیب دی تھی؟"

"جی نہیں... ایک حربی نے جو سٹگزادا کا پڑوئی ہے۔"

"کیا آپ کو اس دھرمی کام نام دیا ہے؟"

"میں نہیں، سید و دھرمی... اور وہ بھی اُسی لاٹھری میں کام کرتا ہے۔"

"شکریہ مشرق عربان، مجھے اینید کے کیا آپ آئندہ بھی تعادون کریں گے۔"

"یہیں اس سطھے میں یہی وافع کروں کہ سید و دھرمی اُس شخص کی تشدید نہیں

کر سکتا، جس نے سٹگزادی کی ترغیب دی تھی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سید و کتابتے ہے کہ میں نے ساتھ ایک یہ یاد نہیں کہ کس سے سنا تھا۔"

"تب تو بات نہیں بنی۔"

"یہیں شاہ پر گرام کے مطابق آپ سے کیوں نہیں ملا؟"

"یہی شریعت کا باعث ہے۔"

"کیا یہ مکن نہیں کرنے اُسے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو۔"

"آخر کیوں...؟"

"ہر سکتا ہے کہ مقصود ہی ہوگر وہ، آپ سے زمل سکے۔"

"میں سمجھتا ہوں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"وہ شخص اس سطھے میں اہم ہے، جس نے سٹگزادی کی ترغیب دی تھی۔"

"بہر حال، اگر ہم آپس میں معلومات کا تبادلہ کرتے رہیں تو دونوں کے لیے یہ تہوڑا کا

"یہ رسمی بھی خیال ہے۔"

"شکریہ، ضرورت پڑنے پر میں آپ سے والابط قائم کر دیں گا۔"

"ہمہ وقت۔" عربان نے بائیں انکھوں دیا کہ ماں کہا اور دوسری طرف سے بالطف منقطع ہوتے

"ہر لذت آن کیجئے، جناب!"

"قصوڈی دیر لبڈ دوسرا طرف سے آواز آئی۔ "فیضی..."

"میں سلطان ہوں۔"

"فرمائیے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"آپ کو مطلع کرنے ہے کہ علی عربان باتا عده طور پر وزارت خارجہ کے لیے کام کرتا ہے۔"

"اوہ سٹگزادے دنارت خارجہ کو بھی اتفاق ہی، پس پیچے برسکتی ہے بختی الی۔ ایں، آئی کو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"کرنی شہزادی تو ہی میں ہمارے بھی کچھ کاغذات تھے۔ جب وہ غائب ہوا تھا۔"

"یہیں ابھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ سٹگزادہ شہزادی ہی ہے۔"

"بھجھ اخلاق میں تھی کہ اس وقت، آپ کے کچھ لوگ، عربان کے فیلٹ میں موجود ہیں۔"

"جی ہاں، مشرق عربان سے ان پکڑ شاہد سے متعلق پوچھ گئے کرنی ہے۔"

"وہ اس وقت ہیں ہمیسر پاس موجود ہے۔ کیا میں اسے نیسیور دوں؟"

"بہت بہت شکریہ۔"

"مر سلطان نے ریسیور عربان کی طرف بڑھا دیا۔ عربان نے ہونٹ پھینک کر عجیب سی

شکل بنا لی اور مذاق تھے میں بولا۔ "ہیلو...!"

"مشرق عربان۔"

"فرمائیے...؟"

"ان پکڑ شاہد، آپ کے پاس سے کہا گیا تھا؟"

"یہ تو نہیں بتایا تھا، اس نے۔"

"آپ کے پاس کیوں آیا تھا؟"

"آنمازی رہتا ہے۔ کوئی خاص بات نہیں جب بھی پرس سویٹ مارٹ کی طرف سے

"گزرتا ہے، ہمارے لیے امریکا ضرور لاتا ہے۔"

"یہ سٹگزادے متعفن بھی کچھ گلٹکو ہوئی تھی؟"

کی آواز سن کر رسیمہ رکھ دیا۔

"سیرا خالی ہے کتمارا، روئیہ درست تھا۔" سرسلطان مسکرا کر بولے۔

غلان پک نہیں لولا۔ اس کی انخوبی میں آگھی تشریش کے آثار پائے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "اگر کوئی پارٹی سنتگار کی تھیروی کرنا چاہتی ہے تو شاہ کے غائب ہو جائے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

"شاید نے یہی کہا تھا کہ دکنی فیضی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔" سرسلطان بولے۔

"بہات تو نہیں تھی، دراصل وہ تعاقب کا کرنی جائز چاہتا تھا اور مجھ سے گفتگو کرنے کے بعد خاص اعلیٰ ہو گیا تھا۔ بہرحال اپنے تجھے نظر سے میں فی الحال اس فرد کو طاش کرنا چاہیئے جس کی بیچ کو ترغیب دی تھی۔ اس کے لیے سب سے پہلے اُس پر کوئی کوئی کو تلاش کرنا چاہیے۔"

"اوہ بچے کو وہ جانتا ہی ہوگا۔"

"جی نہیں! سید و حبیب نے اس کے بارے میں بھی سنا ہی تھا۔"

"خاصاً دشوار سملے ہے۔"

"انہار میں تصویر چھینی کی وجہ سے ہے۔  
تصویر یوں چھپی ہے کہ تمہارے پوٹ نہیں لگتی۔ ہماری تصویر تو چھاپ دے کوئی  
ماں کا لال۔"

"چوٹ آخر کیا ہوتی ہے؟"  
"ہمیں... تم چوٹ بھی نہیں جانتے؟  
"سہمیں نجاحی؟"  
"کیا واقعی پتھر کے ہو؟"  
"پتا نہیں۔"  
"کچھ بیدار کرو کہ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ تمہارے آگے پہنچے بھی کوئی ہے  
یا نہیں، ..؟"

"پتا نہیں، جائی؟"

"کیا اسمان سے پہنچے ہو؟"

"بچے نہیں معلوم۔"

امہیر اپر گیا تھا۔ اس لیے وہ سکون سے چلے جا رہے تھے۔ اس وقت بچے اُن پر پھر لے نہیں کر سے تھے لیکن ہوشندوں کی ایک بیڑا، اُن کے پہنچے جل رہی تھی۔ اکثر لوگوں نے سہنڈاے گفتگو ہی کرنی چاہی تھی لیکن وہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔ اس مار دے اپنی بھجنپڑیوں کاک ہیچ کئے تھے۔ سنتگار اچپ چاپ جھوپڑی کے اندر چلا گیا۔ سید و اس آدمی سے بچہ پڑا۔ جس شاید اس کی جھوپڑی کے قریب اس کا منتظر تھا۔ میں کچھ نہیں چانتا۔ وہ دونوں باٹا اٹھا کر بولا۔ "جاوہ اُسی سے پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو۔"

"اس کے پاس تو ایک بھی جواب ہے کہ وہ کچھ نہیں چانتا۔ ابھی نہ کہا۔"

"تو پھر کی میں، اس کا پاؤ اگلہ ہوں کر بچے معلوم ہو گا۔"

"اس کے پڑوں سی اور مدد کا گوار ہو۔"

"جب وہ اپنے بارے میں کچھ نہیں چانتا تو میں کیا جاؤں گا؟"

سید و حبیب کی کھڑپی نیچے کر رہے تھی۔ پتا نہیں کئے وہ اس سے پوچھ کچھ کر گئے تھے اور آخر تھا۔ اکر اس نے ہر یہاں سے کہنا شرمند کر دیا تھا کہ دکنی کوئی کچھ نہیں جانتا۔ سنتگار کام امداد ہے۔ اسی سے پوچھ جا کر۔

لامڈری سے دونوں ساتھ ہی نیچلے تھے اور اپنی بھجنپڑیوں کی طرف جل پڑے تھے۔

"اوہ جمالی سنتگار... آخر کیا چکر ہے؟" سید دنے کہا۔

"میں کیا جاؤں، بھائی؟"

"تیسرا یہ ہے تو وہو نے تمہارے بارے میں پوچھا ہے کہ کیا بتاؤ۔"

بکھنی کرنی اس سے ملینے بھی آتا ہے؟  
”جی نہیں... دیکھنے، میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ مجھے معاف کر دیجئے۔“

”سنونو... میرا علیق پر لیس نے سے۔“  
”ایک پر لیس والے صاحب تو اندری ہی میں پوچھ کر پکھے ہیں۔ اُسی کے بعد تو

اخبار میں اس کی قصہ رپھی ہے۔“  
”ٹھیک ہے۔ میں دوسرا طرح کے سوال کروں گا۔“

”کیجئے صاحب؟“ وہ مردہ کی آواز میں بولوا۔  
”یہاں اس نبیتی میں اسے کون پہنچا کیا تھا؟“

”کوئی بھی نہیں۔ خود ہی کیا تھا، رہنے کی جگہ لاوش کرتا ہوا۔“  
”لانڈری سے اُنے کے بعد وہ کیا کرتا ہے؟“

”کھانا پکاتا ہے اور پڑ رہتا ہے۔“  
”کہیں تکڑو منے پھر سے بھی نہیں جاتا ہے۔“

”جی نہیں۔ میں تو بھی نہیں دیکھا۔ جو بیٹی سے لانڈری اولانڈری سے بھجنے پڑی۔“  
”تم نے کس شخص سے اس آدمی کے بارے میں سنا تھا، جس نے کسی پچھے کو تھمر مارنے

کی ترغیب دی تھی؟“  
”بھی تو باداہیں آتا۔ وہ پیشانی پر ما تھے مار کر بولا۔“

”پڑو، بھی تباہو کر بچوں کوں تھا؟“  
”مجھے بھی نہیں معلوم، جناب!“

”کچھے معلوم ہو گا؟“  
”کل منجھے اور ان بیکوں سے معلوم کرنے کی کوشش کیجئے جو جاؤ سے تپھر مار کر تھیں۔“

”اُن، شاید اس طرح معلوم ہو جائے۔ اچھا سید و صاحب بہت بہت شکر کر اے  
اجنبی نے چکا اور اگے بڑھ گیا۔“

”سید و صاحب...“ سید نے آہت سے ڈھرا اور ”صاحب“ کی لذت میں کھویا

”ہما جھپڑی میں داخل ہوا۔  
”کون تھا، رے؟“ اس کی بیوی نے پوچھا۔

”ارے وہی۔ پوچھنے والے پڑے ہی آرہے ہیں۔  
کیا پوچھ دھا تھا؟“

”اُس لوزنے کے بارے میں پوچھ دیا تھا جس نے اُسے پہلا تھمر مارا تھا۔  
تو تاکیوں نہیں دیا۔“

”میں کیا جانوں، کون خداں کی خار تھا؟“  
”میں جانتی ہوں۔“

”کون تھا...؟“ سید و اچھل پڑا۔  
”ہوتا کوں... وہی شیدے کا لونڈا... جگامو...“

”ارے نہیں...“  
”اں، ہاں... اس کی چاہی نے مجھے تبلیا پے۔“

سید و اُنکے پاؤں پار بھاگا کہ اجنبی کو اس سے آگاہ کر دے۔ دراصل شدے  
سے اس کی بہت پڑا فی وشنی ٹلی اور ہی تھی۔ اس نے سوچا۔ یہ بہرین موافق ہے پر لیس  
والے سالے کو ریشان کر دیاں گے۔

آخر کارنیا کے قرب اس نے اجنبی کو جالیا۔  
”رُکیے، جناب... نظر نہیں، جناب...“ اس نے کسی تدرنا ملے ہی سے اُسے

اوازیں وہی شروع کر دیں۔ اجنبی ٹک کر اُس کی ہلف مڑا۔  
”اُپ کے... پڑ آئنے... کے... بعد... میری گھر والی... نے تبلیا...“ وہ بانپا

ہوا بولا۔

”اچھا... اچھا... کیا تبلیا؟“

”شندے کے لونڈے کا موکوکی نے پاپنگ روپے دے کر تھمر مار دیا تھا۔“

”شندے کون ہے؟“

کرنی پڑے... میرے پاس کوئی ہم اطلاع نہیں ہے لیکن ایک تجویز ضرور ہے:  
”کیسی تجویز...؟“

”ستخدا کو لاٹھری سے کسی تجویز کا ہم میں منتقل کر دیا جائے۔“

”اس صورت میں وہ لوگ با تھنہ بھیں آسکیں گے، جنہوں نے اس کی بدلشی کرانی ہے، اصل میں ہی دیکھنا چاہئے کہ اس کی اس اہماز میں واپسی کیا معنی دھکتی ہے؟“  
”اچھا، اگر وہ اس دروازے میں ہمیں خانپ بوجگا تو...؟“

”مشکل ہے، غائب ہو جائی کے باوجود یہی چارے علم ہی میں رہے گا۔“  
”ٹھیک ہے تو پھر سنی۔ اطلاع یہ ہے کہ اس شخص کا نام اور پتا معلوم ہو گیا ہے  
جس نے پہلے بھی کو تغیر مارنے کی ترغیب دی تھی：“

”اگر کون ہے؟“  
”ہمچنان زیادی ایک جگہ ہے۔ زیادہ تر بڑوں کے کبارے بھیں لگا کر دوائیں ہوتے  
ہے، بو راجی اسریث کی عمارت، رانی لات کے ایک غلیٹ فیر بائیس ہیں رہتا ہے۔“

”اپ نے اس سے کیا معلوم کیا؟“  
”پھر شاشت ہونے پر گیارہ بجے کے بعد سے اس کی نقل و حرکت کے بارے میں کچھ  
بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ سارے دس بجے کے قریب وہ بو راجی اسریث کے مٹان ہوئی  
میں تھا۔ دہاں سے بکل کر گوارا میڈیکس اسٹور میں گیا تھا۔ جہاں سے اس نے کسی کو فون  
کاں کی تھی۔“

”پھر اس کے بعد...؟“

”اس کے بعد میک اٹوٹ، کوئی بھی ایسا نہیں مل سکا، جس سے اس کے بعد کی  
نقل و حرکت کے بارے میں معلوم ہو سکتا۔“

”مشکل سڑک عربان، اور اس کا پتا دوبارہ بتائیے گا۔“  
”عربان نے جانشیر کا پاتہ ہوتے ہوئے کہا۔ غلیٹ منتقل ہے اور اس کا کوئی پروپری  
بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں تباہ کا۔“

”دھوپی بھی ہے جناب! میرے گھر کے پاس رہتا ہے۔ اس کا لوٹا ہے، گاؤں...  
بپا ہی کی طرح حراجی ہے۔“

”اچھا... اچھا میں دیکھوں گا۔“

”ابھی دیکھ دیجئے۔ اس وقت، بیٹا دوں گھنی ہی میں ہوں گے لیکن خباب!  
میرا معلوم ہونے پائے۔“

”نہیں... نہیں، سید و صاحب! بھلا ایسا بھی کیا۔ اے ہرگز یہ نہیں معلوم ہو گا۔“

کہ اس کا نام آپ نے ساختا۔

”بھی پھر جو ہنپڑوں کی طرف ہو گیا اور سید و بھی کھرا سوچا ہا۔ اخیر کیسا  
پولیس والا ہے۔ اتنا ہم مرا اور صورت ہی سے میک گلکے... قبیلہ نہیں ہو گوئے...“

صورت ہی سے بے وقوف لگائے۔ ایسے کہیں تھیں پولیس والا نہ ہو... بخیں پولیس  
میں تو ایسے ہمیں آدمی رکھے جاتے ہوں گے جو صورت سے پولیس والے نہ گلکیں۔ بالکل  
بے وقوف معلوم ہوں... انگری شامت سالے شدے کی۔

”ٹیکنون کی گھنٹی بھی اور عربان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ دوسری لافت سے  
کرن فیضی کی اواز آئی۔“

”معلومات کے تبادلے کی بات ٹھہری تھی۔ عربان نے کہا۔“

”ہمارے پاس فی الحال کوئی خاص اطلاع نہیں ہے۔“

”تو پھر تباہ لارکی کیسے ہو گا، کرن صاحب؟“ عربان نے کہا۔

”اس کا مطلب یہ ہو، مشر عربان! اک اپ کے پاس کوئی اطلاع ہے؟“

”بالکل ہے، لیکن پہلے آپ؟“

”مشر عربان...“

”تم روکھیں گے۔“ کرنی فتنی نے کہا اور سلسہ مقلعہ ہونے کی آواز آئی۔ عمران صدر  
کریڈل پر رکھ کر صدر کی طرف گزا۔

”اپنے جلد بازی سے کام لیا ہے۔“ صدر نے کہا۔  
”یعنی جلد بازی...؟“

”ابھی پتا نہ تباہا جائیشے تھا۔ پہلے ہم اُس کے ندیٹ کی تلاشی لے لیتے۔“ صدر نے  
پہلے سوچتے ہوئے کہا۔

”ایامِ عجیب ہوتے عجلنہ بھیتے ہو۔“ عمران روکھیں نہیں کر بولा۔  
”اپنی باشی آپ خود ہی جائیں۔“

”میں پھر رات ہی کو سادے مرال سے گرجپا ہوں۔“  
”کیا مطلب...؟“

”پھرلی شام کو اس لشکر کا سارخ مل گیا تھا۔ اس نے چانگر کی قشادی کی اور  
میں اُس کے ندیٹ تک چاہیچا۔ اور دو یہ شہب کو ندیٹ کی تلاشی لے گر اُسے بڑے  
مقفل کر چکا تھا۔“

”پھر ملا...؟“  
”یقیناً... یہ تو یکھو۔“ عمران نے جیب سے کاغذ کا لیک مٹکا انہیں کر صدر کو مختہ

دیا، جس پر تحریر تھا۔ ”ددرا۔ ۸۸۳۷۔“  
”یہ کیا ہے؟“ صدر نے حیرت منظر کیا۔

”تم بتاؤ...؟“

”میں کیا بتاؤ...؟ میا اور یہ ہند سے... بھکل کیا ہات ہوئی؟“

”ٹھہرو! ایک نوٹ میں بھی ملی تھی۔“ طران نے پھر جوہ میں باہمی خاتمہ ہوئے کہا۔  
”اس میں کچھ چاہدا فاش نہیں تھا۔ میں جنہیں پڑھ کر تھا، شاید کسی تیجے پر پڑھ سکو۔“

”اس نے قوٹ بچ کھول کر ایک صفو، صدر کے سامنے کر دیا۔“

”لا جل ول وقارہ...“ صدر رہنس پڑا اور پھر تحریر کو بینہ آواز سے پڑھنے لگا۔ ”بکرے  
لیکے۔ رسیور کاں سے نکلایا۔ دوسرا طرف گھنٹی ری جھی۔ دفعہ آواز آئی۔“ دا اکثر

کے ذلت سارے چار ٹوپے۔“ مُرغ اپلاس گے گیا تھا، ابھی نہ کیا۔ لگھری کے  
ذلت سات ٹوپے پڑھ میں کئے فریڑ رُوپے دے دیئے ہیں۔ بھینسا قپنی لے گیا ہے۔  
”لیکن بھینسا قپنی لے گیا ہے کو قلدر کر دیا گیا ہے۔“ اس نے عمران کی طرف  
دیکھ کر کہا۔  
”میکن ہے، بھینسا قپنی والہیں کر گی ہو۔“ غرق نے جواب دیا۔  
”میں نہیں کہا۔“

”غیرپنی دبیں مل جانے پر اس سے قلمزد کر دیا ہو۔“  
”یہ آخر بھے کیا بلاؤ؟“  
”تم اپنے ایک پڑو کو خدا لاکیوں کا کرتے تھے؟“  
”ادھ فری بات ہے۔“

”اچھا جلا ادمی تھا، یہ پارہ... میکن کسی وجہ سے تم اُسے نیولا بھتے تھے۔“  
”راہ پڑھے بالکل یوں ہوں گی طرح پلٹ پلٹ کر بیکھارتا تھا، خاہ نہوا۔“  
”بھنی ووگ اسی طرح کی کچھ غلامیں مقرر کر لیتے ہیں اور اپنے شاساؤں کو انہی  
علامتوں کے حوالے سے یاد کرتے ہیں۔ جہاں کچھ میں یہ من کچھ زیادہ ہی شدت انتیار کر گیا۔“  
”تمکن ہے، اپا کا خالی درست ہو۔“

”بکرے، مُرغ اور لگھری سے تو شاید چماری مٹاقفات نہ ہو سکے نیکن مٹا شاید  
مل جائے۔ اس صورت میں کہ اگر یہ اُس کے ذلن نہیں ہوئے۔“

”یہ ہند سے...؟“

”ہاں یہ ذلن نہیں ہو سکتے ہیں اور جس کے ذلن نہیں ہوں وہ جانگر کو نہیں سے  
مشابہ لگتا ہو۔“

”ضوری نہیں کہ ذلن نہیں ہو۔“

”ذیکر یعنی میں کیا حست ہے؟“ طران نے کہا اور پھر ذلن کی طرف پلٹ گیا غیرڈائل  
کیے۔ رسیور کاں سے نکلایا۔ دوسرا طرف گھنٹی ری جھی۔ دفعہ آواز آئی۔“ دا اکثر

کوئی پڑا جکر معلوم ہوتا ہے۔ اس کا سراغ بھی بکت نہیں مل سکا۔  
۰ آخر کس قسم کا پکڑ اوسکتا ہے؟  
”عمران گلری و دیکھنا ہوا بولا۔ تم وقت شائع کر رہے ہو۔“  
”واقعی... صدر دامتہا ہوا بولا اور غلیٹ سے بچ لیا۔“  
”عمران نے سیمان کو اوازدی نیکن اس کی بجا سے گھرت آئی۔  
”تو سیمان کب سے ہو گئی ہے؟“ عمران نے حیرت سے کہا۔  
”وہ ارام فرمادی ہے تین پہلی رات سینکڑہ شریں تشریف لے گئے تھے۔“  
”اپ نہیں تشریف لے سکی تھیں۔“  
”اس کے ساتھ جاؤں گی... پروردیٹ خلیں دیکھتا ہے۔ پکڑ دی گلداری یعنی  
فلم میں نے بکھوپی تو یہ کیا حال ہو گا؟“  
”حال تو واقعی مناسب نہ ہو گا۔ میں آخر کا بھی تبول چاہتا ہو گا کوئی اس کے  
ساتھ گھونٹے پھرستے جایا کرے۔“

”بس... وہ باخچہ اٹھا کر بولی۔ اپنی نصیحتیں اپنے پاس ہی رکھیے۔“  
”جی بہت بہتر۔ عمران نے تبری سعادتمندی سے کہا۔  
”میں یہ ادازوں تک اُسے؟“  
”یہ تو چھپے کے لیے کٹا گول دلتے مرغ بازار میں ابھی آئے یا نہیں؟“  
”تم رُخ منہ پر اپا رکھ کر کھان پڑی۔“  
”اس میں بنتے کی کیا بات ہے؟“

”واقعی بہت دنوں سے اپ کو مرغ کی ناچیں نہیں میں۔ وہ کہتا ہے کہ اخابر ا  
اوی نہیں کیا کھائے گا۔ اور ایک خود کھالیتا ہے اور دوسرا مجھے کھلا دیتا ہے۔“  
”اخابر آدمی... کس کا کافی رہے؟“  
”اپ کا صاحب جی؟“ وہ لپک کر بولی۔  
”اچھا۔“ عمران اس سے بھی زیادہ خوش ہو کر بولا۔ پُر امرغ، تم دنوں کھا

تھریل کی قیامگاہ۔“

”سوری، رانگ نبڑا۔“ کہہ کر عران نے رابطہ منقطع کر دیا۔  
”میں واقعی کی کے فون نہیں ہی تھے؟“ صدر نے پوچھا۔

”ہاں... کسی ڈاکٹر فریل کے گھر کے نبڑا۔“ عران نے کہا۔ اور اب تم یہ معلوم  
کر دی گے کہ جس عمارت کا یہ فون نہیں ہے، وہ کہاں واقع ہے اور یہ ڈاکٹر فریل کون ہے،  
اور کیا اس عمارت میں کوئی ایسا فرد بھی موجود ہے جس پر مدد سے والی علامت فٹ  
ہو سکے؟“

”مکنا وقت دیں گے؟“  
”دو گھنٹے کافی ہوں گے۔“

”فون نہیں کے جگل نشاذ ہی کہے لیے نیا دہ دقت چاہیے۔“  
”قطلوں نہیں، وس منٹ کی بات ہے：“

”آج بُوں بھی چھپتی کاہن ہے۔“  
”شاید اونچے رہے ہو۔“ عران اسے گھوڑتاہما بولا۔ سائیکومنشن کے آپریشن رُم  
میں کبھی چھپتی نہیں ہوتی اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ سائیکومنشن اپنی اسپیشل سینیفوں  
ڈائریکٹر رکھتا ہے۔“

”واقعی شایدیں اور جگہ اسی رہا تھا۔ پارٹھیوں میں فون نہیں کوں سے بھجوں کی  
نشاذ ہی کی گئی ہے؟“  
”پارٹھ فوہیں۔“

”بہر جال...“ صدر طویل سانس کے کریلا۔ میں جلد سے جلد معلومات فراہم  
کرنے کی کوشش کروں گا۔“

”میں یہاں ملوں گا کیا سپین فیاض کے گھر... اس کے فون نہیں تو ہوں گے...  
تحارے پاس؟“

”جی یاں۔“ صدر دامتہا بولا۔ کیا اسپکر شاہد بھی بکت نہیں پڑتا؟“

تھوڑی دیر اس کی بُرسی، فیاض کے بُنگلے کی کپاڈیں میں داخل ہوئی اور فیاض کا ملازم، عمران کو دیکھ کر دوڑا آیا۔

”صاحب اور بیگ صاحب تو مرحومین ہیں؟“ اس نے اطلاع دی۔  
”کیوں بخوبی کر رہا ہے؟“ اس کے عقب سے آواز آئی اور عمران جو نکل کر اس کنٹ مونچہ پہنچا۔ کرانے کی بالاد کے پیچے سے ایک چہرہ اُبھر اعطا... اور پھر وہ خصیت پدری کی پوری ساختہ تھی۔

یا اُب مترسال اپرٹمنٹ ایکین شیوں اور بے حد پر لدار نجیگان پیشہ اور گہری نیل پتوں میں کچھ عجیب سالگ رہا تھا۔ پھر سے پر لا تعداد جھریاں یعنی میکن انکوں میں پکن کی تکھی کی کسی شوخی پالی جاتی تھی۔

ملازم اس کی طرف جڑا اور اس نے جھاتے ہوئے پیچے میں کھا۔ تمہارا بکھر کو ہی اطلاع دے کر رخت کر دیتے ہو۔“

”پھر کیا کروں، جناب؟“

”بُو سکتا ہے پیچے سے بننے آئے ہوں... کیوں جناب؟“

”جج... جی... ہاں۔“ عمران ہمکلا کر بولا اور اس کے چہرے پر عالمی کے ڈو ڈگرے برستے گئے۔

”آئیے، آئیے... تو پھر اُترائیے، گارڈی سے۔“

”جج... جی... بہت اچھا۔“ عمران نے سعادتمند آواز میں کچھ اور گاڑی سے اُترایا۔ فیاض کا ملازم طویل سانس لے کر پیچے بہت گیا۔ عمران کو اپنی طرف پہچا شاھنا۔ بُر رہا، عمران کو دیا بُنگ رومن میں آیا۔

”ترشیف رکھیے۔ اُس نے عمران سے کہا۔

”تم... مجھے اُسرس سے کہ نہیں لاسکا۔“

”لیکن نہیں لاسکے؟“

”ت... ترشیف...“

”تم نہ کہا تھا۔“ ترشیف رکھے۔ لیکن بیٹھ جائے۔“

لیکر میں بھیک مانگ کر گزارہ کر لیا کروں گا۔“  
”خدا کرے۔“

”تم دونوں مجھے تباہی اُدمی سمجھتے ہو تو اب ہی ہی۔“

”میں ہر معلم میں میں بے قصور ہوں۔ یہ سب کچھ وہی کرتا ہے۔“

”تجھ سے شادی بھی تو اسی نہ کھتی۔“

”بُرے سرکار کی وجہ سے حقیقی و نرمی تو سے جو ہی کلکھی نہ ماریں۔ چمہ روی سیمان، ہونہے۔ ایسے جیٹ کے تھے ہاں صفا تھا تو پر محظی میر کمپ پر ٹولیا کیوں بھاٹا؟“

”اتے قبل اُدمی کو جب تک پہنچ کر کیوں اپنی عاقبت خوب کرتی ہے؟“

”قابل... وہ نہیں پڑی۔“

”خیر... خیر... ہاں تو میں باہر جا رہا ہوں۔ میری کوئی کمال آئے تو کہہ دینا کرمیں...“

”لیکن کیا کہہ دینا پا عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا اور گلشن بولی۔“

”کہہ دوں کہ اور دو فرلانی کر گئے ہیں۔“

”نہیں، پر فرلانی پکڑنے لگے ہیں۔“

”یہ آخر تھی کوئی فرلانی کیوں کہتے ہیں۔ پر کسی معنی یہیں نہیں... اور فوئی مکھی کو کہتے ہیں۔ یہیں مکھی کیا پات ہوں؟“

”بُرا خوش تھت بے، سیدیان کو تو اس سے اتنے بے ذہب سوال نہیں پوچھ سکتی۔“ عمران مُحنڈی سانس لے کر بولا۔

”یہ اختریت ہوتے ہی ہیں، بُرے۔“

”اچھا... اچھا... کہہ دیکھ کر میں گھر پر میں ہوں۔“ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لیے میں کچھ اور فلیٹ سے باہر آگئی۔

انسپکٹر شہد کے سلسلے میں، اُسے جیئی شوشاں بھی ملبوڑا، کیپن خیام کی طرف پہنچا۔ جیئی کا دن خطا اس لیے گھر آئی پر ملاقات پر سکتی تھی۔ اسے علم خارہ وہ چیز کہ میں پر گزارتا ہے۔

"شکریہ، شکریہ... میری اردو کچھ گڑڑ سی ہے۔ پہنچنے ہی میں انگلستان بھیج دیا گیا تھا۔"

"ادھ... اچھا، اچھا... بُوڑھا مسکرا کر بولنا۔ میں، فیاض کا سسٹر ہوں۔"

"اپ مذاق کھر رہے ہیں؟ ملawn بے قصین سے سنس کر بولنا۔  
کیا مطلب؟" بُوڑھا سنبھدہ ہو گیا۔

ملawn کر جائے کر بولنا۔" مم... مطلب یہ کہ اپ اتنے شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ سسٹر کیسے ہو رکے ہیں؟"

"جانتے ہیں ہو، سسٹر کے کچھ ہیں؟"  
شاید کچھ دھیبات سی بات ہے۔ کیونکہ میرا درود دالا اپنے ملائم کو ابے سسٹر سے کہہ کر مناھب لرتا ہے۔

"بجساں۔ بعض جاہل لوگ الفاظ کا غالبا استعمال کرتے ہیں۔ سسٹر، بیوی کے والدکو کہتے ہیں۔"

"اوہ ہو تو آپ بیگ فیاض کے والد ہیں۔ ملawn خوشی کے انہار میں اچیل ٹا اور بڑی گرم بخشی سے صاف کرتا چہا بولنا۔" میں معاف چاہتا ہوں، جناب! لیکن لفڑی سسٹر پر مجھے اب بھی اندر ارض ہے۔ اسے بیوی کے والد کو تو سکندر اعظم ہونا چاہیے۔

"لیا اب میرا مذاق اڑاؤ گے؟"  
ہرگز نہیں بخوبی! ملawn دونوں ہاتھوں سے مٹ پشتا ہوا بولنا۔ اور بیوی کی والدہ صاحب کیا کہلاتی ہیں؟"

"آپ کی بیوی کی والدہ صاحب کیا کہلاتی ہیں؟" بُوڑھے نے بھتنا کر پوچھا۔

ملawn نے شرم اکثر نہ صرف سر چھکالایا بلکہ دائیں ہاتھ سے باہیں ہاتھ کی انھلیاں بھی مرٹھنے لگا۔

"جناب نہیں دیا آپ سنے؟"

"بجساں ایک دیا آپ سنے؟"

"جے... جی... ابھی میری شادی نہیں ہوئی۔"

"اچھا... اچھا۔ بُوڑھا اسے وہی سے دیکھا ہوا بولنا۔" بیوی کی والدہ کو خشدان کہتے ہیں:

"ہاں، یہ شیک ہے۔ ہاںکل شیک ہے۔ لیکن آپ جیسا اسارت اور سہیہ مم اُدی سسٹر کھلانے، یہ جھے گوا نہیں... خوشداں، وہا وا... میں تو اپنے ہونے والے سسٹر کو ہرگز سسٹر نہیں کھوں گا۔ خوش پچھڑی یا خوش نوپی کیسا بھے گا خوشمن کی میسا بست سے؟"

"تم دماغ سے تو اترے ہوئے نہیں ہو۔" بُوڑھا اسے گھوڑتا ہوا بولنا۔

"بھی نہیں، بالکل نہیں۔"

"تم آخر ہو کوں؟ اور فیاض سے کیوں ملنے آئے ہو؟" بُوڑھے نے اسے گھوڑتہ ہونے لگا اور پھر کیک بیک چونک کر بولنا۔ تمہارا نام عمران تو نہیں ہے؟"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" ملawn ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"یاد، تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ بے بی سے تمہارے ٹرے مذکورے نہیں ہیں۔"

"لیکن بات سسری پر رکی ہے گی۔"

"تم بھی کرو۔ یہ لفظ بھے بھی اچھا نہیں لگتا۔ لیکن کیا کیجئے کا اپنے بیاں... یہی راجح ہے۔"

"پھر، آپ کہتے ہیں تو میں بھدا فرس اس مومنع کو ترک کرتا ہوں۔"

"بہت اچھا ہوا کہ تم آگئے۔ میں شدت سے بور ہو رہا تھا۔ بیاں آؤ تو کوئی ہات کر کے کو نہیں ملت... بے بی سدا کی کم غنی ہے اور رہے فیاض صاحب! تو آئیں کبھی فرستہ ہی نہیں ملت۔"

"تو پھر آپ آتے ہی کیوں ہیں؟"

"بمودا آتا ہے تاپے۔ اس بار ایک اہم سسٹر کھینچ لایا ہے۔ تم جانتے ہی ہو کر ہے بی لا ولہ ہے۔ میرے ایک دوست نے اطلاع دی تھی کہ بیاں آئیں ایک

کی مطلب؟

گریٹی خاتون... واد، اس علمیں تینی عاقبت اندیشی ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔ میں بھی ان کی زیارت فور کروں گا۔

اب پیر سے پاپ کامنزاق اٹا چوگے: ”وَدَّ أَنْجِهِنْ يَحَولُ كُرْبُولَا۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ سب لا جواب ہیں۔ کیا فیاض صاحب کی خوشان تشریف نہیں لائیں؟“

”وس سال پڑتے، وہ دوسری دنیا میں تشریف لے گئی۔“

”ہائیں، تو کیا آپ نے پھر شادی نہیں کی؟“

”نہیں...“ وہ بھراں بھری اداز میں بولا۔

”والدہ والدی ہوتا ہے: ”عمران معنی خیر انداز میں سر بلکر بولا۔

کیا مطلب؟“

”آپ کے والدے پھانے سال کی عمر میں شادی کی اور آپ اتنی جلدی ہوتے پار بیٹھے۔“

”یہ بات نہیں ہے۔“

”پھر کیا بات ہے؟“

”نہیں میرے یہی کسی گونجی کی کتابش ہے۔“

”اسے تو اسی کے کردیتے، جسے خود کیے۔“

”کیوں بکواس کرتے ہو۔ اُن سے تو ان کا ردمان چل رہا تھا۔“

”رمدان بھی: ”عمران کامنہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔“

”دھ جبل کر کچھ کپٹتے ہیں والا تھا کہ ملازمت آنکر کی اتمد کی اطاعت دی اور بڑھا

میلان کو وہیں قصور کر خود اس کے استقبال کے لیے دوڑھا لگا۔

رمدان نے دیسے چھائے اور بھٹکی سانس کے کرچھت کی ٹھف دیکھنے لگا۔

بھوڑی دیر بعد بڑھا ایک غیب تلاقت آدمی کے ساتھ ڈرائیور ہدم میں

غیر ملکی بیٹھی ڈاکٹر مس فریل مقیم ہے جو اس معاملے کی ماہر ہے۔ بے شمار لا دلدوگ اس کی کوششوں سے بامداد ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بھی دیکھوں۔“

فریل کے نام پر عران کے کان پہنچتے کھڑے ہو گئے تھے۔ میں وہ کچھ بولا تھیں سکون سے سستا رہا۔ بودھا کہہ رہا تھا۔ ”یہ اولاد دوست بھی ڈاکٹر ہی کے اور اس میں فریل کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ مقدمہ یہ ہے کہ وہ اس کے طریقے کا رکار کا مطالعہ کر رہے۔“

”تو آپ یہم فیض کا علاج کرائیں گے؟“

”پاں میں اسی ہے آیا بُوں۔“

”تو پھر اسی بیڈی ڈاکٹر کو دکھادیا۔“

”ابھی نہیں۔ بُوڑھے نے بھلوی دیکھتے ہوئے کہا۔“ ڈاکٹر ٹیڈو یعنی میراد و سبق، مجھے

سے ملنے آئے ہے۔ پسندہ منڈ بعد بیہاں پہنچ جائے گا۔“

”تو یہ ڈاکٹر ٹیڈو ہی مس فریل کے ساتھ کام کر رہا ہے؟“

”پاں۔ اس کا کہنا ہے کہ فریل حیرت انگریز عورت ہے۔ متعدد مایوس خواتین، اس کے طریقے علاج سے بامداد ہو چکی ہیں۔“

”تیس تو چڑی، اچھی بات ہے: ”عمران سر بلکر بولا۔“

”آخڑم نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟“

”کسی سے شادی کی دیروارست کرتے ہوئے خشم آئی ہے اور ڈیڈی کہتے ہیں کہ جگان

دل چاہے، شادی کر لو میں دخل نہیں دوں گا۔“

”بُریے خوش قسمت ہو۔ میرے ڈیڈی اس معاملے میں بے عذرخواست ہیں۔“

”آپ کے ڈیڈی...؟“ ”عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”ہاں، ہاں... وہ نہہ میں اور مجھ سے بھی زیادہ ذمہ دل واقع ہوئے تھیں، پانی

سال گھر ہے۔ مجھ سے زیادہ تند رحمت ہیں اور بچھے ہیں سال ایک گونجی خاتون سے

شادی کی ہے۔“

”جنیس، ”عمران سر بلکر بولا۔“

"میکن فیاض کے پنځګه میں اس کا کیا کام؟"  
 "پھر بتاؤں گا۔" کہہ کر عمران نے رایلہ شفعت کر دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ  
 ڈرائینگ روم میں والپس جائے یا یہیں سے رخصت ہو جائے۔ اچاک اس نے  
 فیاض کی آواز سنی ہو جا شاید کسی حاذم کو بیانات دے رہا تھا۔  
 "بہت انتظار کرتا ہے۔" عمران نے کر کے سے بر کر کہا اور فیاض  
 چونکہ کر ائے ہی جیرت سے دیکھنے لگا۔  
 "تم سیاں کی کر رہے ہو؟" اس نے بالآخر سوال کیا۔  
 "تمہارے خوش پیڑوی نے روک لیا تھا۔ درست میں تو والپس جا رہا تھا۔"  
 "خوش پیڑوی؟..."  
 "وہ بدترمی کا لفظ یہی زبان سے ادا نہیں ہو سکتا۔"  
 "کیا بات رہے ہو؟"  
 "شبلی صاحب نے روک لیا۔"  
 "اوہ... فیاض خوبی سانس کے کر رہا گیا۔"  
 "تم نے پہلے کہی ذکر نہیں کیا کہ کوئی ایسی شے بھی تمہاری زندگی میں پائی  
 جاتی ہے؟"  
 "میں نے تمہاری آمد کا مقصد پوچھا تھا۔"  
 "ان پکڑ شاہد..."  
 "تمہیں اس سے کیا سروکار؟"  
 "تم نے خواہ موناہ آئی، اسیں آئی والوں کو میرے پیچے لکا دیا ہے۔"  
 "وہ آخر تھا سے پاس کیوں گیا تھا؟"  
 "پہلے ہی بتاچکا ہوں کہ کسی کبھی مجھ سے مٹا سا ہے۔ ہاں تو اس کا سراغ ملا  
 یا نہیں؟"  
 "نہیں۔ شاید تم... فیاض کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔"

واعظ ہو۔ وہ یہی بوڑھا ہی تھا۔ عمر کے اعتبار سے غیر معمولی طور پر چاق و چونہ  
 اور پھر تینوں نظر آ رہا تھا۔  
 "میرے دوست، ڈاکٹر ڈیوبوڈ۔" فیاض کے سسرے تعارف کر لیا۔ اور یہ جس  
 مژہ عالمان!:  
 "ہاؤ ڈوب ڈو۔" بوڑھے نے لابر وہاں سے عمران کی طرف ہاتھ پہنچایا لیکن اُس  
 کی قدر، فیاض کے سسرے کی جانب بھی۔ میکن پھر اُسے چونکا ہی پڑا۔ جب عمران نے  
 معاشر کرنے کی بجائے اُس کی پیغمبیری کو منجی سے سہرا کر کا ہاتھ لیا۔  
 وہ ملازم کو تکریب نہیں۔ فیاض کا سسر کچھ کہتے ہیں والا تھا کہ ملازم پھر کرے میں واصل  
 ہو کر عمران سے بولنا۔ آپ کی فون کال ہے، صاحب؟"  
 "مم... میری... ملمن پچھلک کر بولا۔" اچھا۔  
 وہ ملازم کے ساتھ اُس کر کے کی طرف پل پڑا۔ چہاں فون رکھا ہو رہا تھا۔  
 "آن سسر صاحب کا نام کیا ہے؟" عمران نے اس سے پوچھا۔  
 "آپ تہیں جانتے؟" ملازم نے جیرت سے پوچھا۔  
 "میں پہلی بار ملازم ہوں۔"  
 "شبلی صاحب کہلاتے ہیں۔ بیخڑا چاٹ ڈالتے ہیں۔ ہر وقت کوئی ہاتیں کرنے کو چاہتے۔"  
 عمران نے سر کو جبکش دے کر رسیدور آٹھا لاملا درود موسی طرف سے صدر کی آواز سنائی  
 دی۔ اس غارت میں اس کے علاوہ اور کوئی مذکور نہیں تھا، جو ابھی انہیں فیاض کے ساتھ  
 میں واصل ہوا ہے۔  
 "اور یہ کہ فویل کوئی مژہ نہیں، بلکہ عورت ہے۔" عمران نے کہا۔  
 "آپ جانتے ہیں؟"  
 "پاں، ابھی ابھی معلوم ہو گئے۔ عمادت بھاں ہے؟"  
 "موزڈ ٹااؤن۔ کوئی نہ رایف ایک سو گیارہ۔ واقعی بتائیے کیا وہ مذکور نہیں گی؟"  
 "حد فیض۔"

ہاں، شابش... بکہڈا بوجلدی سے۔ کیونکہ شبی صاحب کے پاس ڈاکٹر ڈیروڑ  
تھا رہی منتظر ہے۔

"لا جوں ولا حوقہ... پڑے میاں کا تو مانچ چل گیا ہے۔ ہم جیسے بھی ہیں تھیں ہیں  
اُس میں کوئی قیاحت بھی نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

نیا منہ برا سامنہ نہیں کرنے کے لئے دوسرا طرف دیکھنے لگا۔  
اچھا، تھا احاظہ۔ عمار مصانعے کے لیے اپنے بھائی تھا تاہم بولا یوں۔

"بات پھیلیں نہیں آئی۔" فیاض مصافر کرتا ہوا بے لینی سے بولا۔ "تم محض شاہد  
کے لیے آئے تھے۔"

"یار، تم آئی۔ ایس۔ آئی والوں کو کیا سمجھتے ہو؟ وہ کرنی دھیں، جونک ہے جونک۔  
زندگی سچ کر دیتے ہیں۔"

فیاض نہیں پڑا۔ پھر بولا۔ "اب آئے ہو، پہاڑتے۔"  
تھا رہی بد دلت۔"

بہت پریشان کیا ہے، تم نے مجھے۔ اب دیکھوں گا۔"  
کیا تم سکڑا دیں، ملکپیں لے رہے ہیں؟"

قطیع نہیں... جن مسالہات کا ہوا راست، مجھے سے تعلق رہو، ان کی طرف  
میں آنکھوں تھاکر بھی نہیں دیکھتا۔ ناجیر کا ہی کی پانپر شاہد سے وہ غلطی سرزد ہوئی تھی۔

"اور پھر اس نامعقول نے مجھے بھی اپنے ساتھ ہی پیش کیا۔ آخر اس دوران  
میں میرے پاس آئے کیا ہدروت تھی، اچھا تھا۔"

وہ یعنی خدا ہے باہر تکلا۔ غرض تھا کہ بھیں پرشیل سے مدد بھیرنے ہو جائے۔  
کوئی سرکو کیا کہنے سے نکال کر سیدھے راست پر گئے کی جیسے سامنے والی ممارت

کی طرف یتھا لگا۔ اور وہیں ایک ایسی جگہ لالاش کرل۔ جہاں سے فیاض کے پنگلے  
کی تکڑی کر سکتا۔ وہ ڈاکٹر ڈیروڑ کو چیک کرنا چاہتا تھا۔

چہاگر جیسے نسلی کے پاس ڈاکٹر فریل سے فون نمبر کا کیا کام؟ اور پھر فون نمبر

کے ساتھ ڈیروڑ کا علمائی نام بھی موجود تھا۔ لہذا اُس نے نظر انداز کر دیتے کا سوال ہی نہیں  
پیدا ہوتا تھا۔

فھر ڈیروڑ بعد ڈاکٹر ڈیروڑ کی کار بیکلے کی کپڑوں سے نکلی اور سڑک پر ہاتھ  
جاتے تھے۔

ٹھوڑی دیر بعد عمار نے خاصے فاسٹے سے اس کا تھاکب کر رہا تھا۔ جہاں کہیں  
بھی سرخ کھود دیتے کا فرش پیدا ہوتا، اپنی گاڑی کی رفتار بڑھا کر اس کے قریب بہوجتا۔  
لیکن ڈیروڑ کی گاڑی کی مودول ٹاؤن کی طرف نہیں جا رہی تھی۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ شہر سے  
باہر نظر آئی۔

عمران نے اپنی گاڑی کے ایندھن خالہ کرنے والے میٹھے ہند نظر ڈالی اور مظہن برجیا  
وہ ڈکی میں بھی زانمی پڑوں رکھنے کا عادی تھا۔ اس لیے بے نکری سے تذاقب کرتا رہا۔  
اچانک اس نے اگلی گاڑی کو ایک کچھ راستے پر مرستہ دیکھا اور الجھن میں پڑھتی لیکن  
فری طری پر اس سے تھوڑے ہی فاسٹے پر سڑک کا مردغہ میں اونچی پر  
واقص ہے۔ وہ اپنی گاڑی آگے بیٹا چلا گیا اور بھائیوں جانب نظر دڑا۔ نشیب میں  
ڈیروڑ کی گاڑی صاف نظر آ رہی تھی۔

عمران نے اپنی گاڑی، سڑک کے کنارے لٹا کر دی اور ڈیروڑ کی گاڑی پر  
نظریں جملتے رہا۔ خلصہ طویل و مطہرین میلان کے بعد باغات کا سائلہ شروع ہو  
گیا تھا۔ ان ہی باغات میں سے ایک میں، اس نے ڈیروڑ کی گاڑی کو واپس ہستے دیکھا  
اور اپنی گاڑی اسراڑ کر کے مونڈ دی۔ پھر کر گے جا کر وہ بھی کچھ راستے پر مرجا۔

لیکن باغات کے قریب ہونے کا اندازہ لکھا ناٹھار ہو گیا کہ ڈاکٹر ڈیروڑ کی گاڑی  
کس باغ میں داخل ہو رہی تھی۔

پھر یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ ان ہی باغات میں سے کسی ایک میں رکا ہی  
ہو۔ ہو سکتا تھا کہ کوئی کپڑا راستے کسی باغ میں سے ہو گز رہا ہو، اور اس کے سفر کا  
افتتاح ہی نہ مہرا ہو۔ بہرحال اُس نے بے لینی کے عالم میں گاڑی کو ایک باغ کے

راستے پر ڈال دیا۔

راستہ نہ پھار جتا، اس دلیل تیر خاری سے گھاڑی نہیں چلائی جا سکتی تھی...  
جھاڑیوں کا سدد ختم ہوتے ہی نہ کھلے میدان میں بیکل آیا۔ میکن ڈاکٹر ڈیوڈ کی  
گھاڑی کیمیں نظر نہ رہی۔

وہ آگے پڑھتا چلا گیا۔ آسیں کا باغ تھا۔ اس سے گز کر اس نے گھاڑی بائیں  
جانب نوڑی ہی تھی کہ ڈیوڈ کی کار دکھائی دی میکن دھ فالی تھی اور ڈیوڈ کا دادر  
دوڑتک پتا نہیں تھا۔

وہ اپنی گاڑی آگے لیت چلا گیا۔ اوپر اسے جھاڑیوں کے ایک ایسے سیلکی  
ادٹ میں روک دیا جہاں سے وہ ڈیوڈ کی گھاڑی پر نظر کر سکتا۔ دشواری یہ تھی  
کہ ڈیوڈ اسے پہنچا کر تھا۔ بیان اس کی وجہ دی اسے چن کا دیتی۔

اس نے اگن بندر کر دیا اور جیب سے جو ٹکم کا پیٹ نہیں کر جھانے ہی والا تھا  
کہ کسی ورنہ گاڑی کے اگن کی آواز سنائی دی۔ شاید گاڑی بھی اُدھر ہی سے آری  
تھی، جھرستے وہ خود یا تھا۔

دن قریب وندنی ترک ٹیک ڈیوڈ کی گھاڑی کے بارہ ہی اگر رُک گیا۔ نذر دیر  
اگن کی آواز ساتھے میں گونجتی رہی۔ پھر اسے بندر کر دیا گیا۔ ڈیوڈ نجی سیت سے  
آترنے والا کس طرف بھی کتنی پیش ڈرڈ رانچور نہیں معلوم ہوتا تھا۔

وہ ایک درپیل پڑا۔ میکن پکڑاں نے اسے رکتے دیکھا۔ وہ بندر کا پانے ترک سے کچھ  
آگے دیکھنے لگا تھا۔ پھر ترک ہی کی طرف پیٹ آیا جہاں سید حابیب یعنی۔ شاید اس  
کی گھاڑی کے پہنچوں کے نشانات پر اس کی نظر پڑتی تھی۔

اب وہ ان ہی نشانات کو نظر میں رکھے تھے آگے بڑھ دیا تھا۔ عمان نے اگنیش  
سے کہنی نہیں اور نیچے اُر کر ہری آہمیتی سے دروازہ بند کیا پھر گاڑی کی کو قفل کر کے  
جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔

شام کی دہنی ٹانگ پر ٹختے سے دن کے وسط کپ پاٹری چھاہو رہا تھا۔ غایب  
ہے کہ اس طرح وہ بیٹ ہی رہ سکتا تھا میکن سوال تو یہ تھا کہ وہ بیان کیوں لیٹا ہو رہا تھا۔  
لادر اثر تو چنانہیں کو صاحب خانے ازدواج اتری سے میکن دیکھا ہے۔ ہوش  
آنے پر اسے تباہیا تھا کہ اس کی پیشی اور دن کی پیشیاں توٹ گئی ہیں اور ڈاکڑتے  
کروٹ یعنی کیمیں مانعت کر دی ہے۔ لہذا چلتی ہی لیٹا رہا تھا۔  
ایک فوج اُن اور جنگل بورت ٹڑی، اس کی تیار دار تھی۔ اس نے اس کو تباہیا تھا کہ  
وہ باغ میں پیش پڑھ دل تھا۔

"اوہ مری مور سائیک ؟" شاہد نے کہا کہ پوچھا۔  
وہ محض نہ ہے۔ "مزی نے جواب دیا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا تھا؟ تم  
بیان ہمارے باغات میں کیا کر رہے ہیے ؟"

مجھے چند لوگوں نے گھیر لیا تھا۔ شاہد نے کہا۔  
"بیان، ہمارے باغات میں ؟" رُوكی کے پیچے میں جبرت تھی۔  
"ہاں، یہیں ... اُگر یہ عمارت کی بائی ہی میں داشت ہے۔"  
چھاری یہ کوئی باغات کے درمیان ہی میں بیٹی ہوئی ہے میکن بیان کوئی  
کسی کو نہیں گھیر سکتا۔"

"وہ لوگ مجھے گھیر کر بیان لائے تھے۔" شاہد نے کہا۔  
"ہاں، یہ ہو سکتا ہے کہ باہر ہی کے لوگ رہے ہوں۔"  
"اس داشتے کو کتنا دقت گز چکا ہے۔"  
پرسوں کی بات ہے۔ آپ پورے ذہنی دن پیہو شی کی کیفیت میں  
رہے ہیں۔"

بڑی تیکی بات ہے۔ شاہر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ آپ کہتی ہیں کہ  
میری ناگز کی بڑی دوچھوں سے ٹوٹ گئی ہے لیکن میں ذرہ برا بری تکلیف نہیں  
خوس کر دیتا۔

یہ ہمارے ڈاکٹر کمال ہے۔ وہ آپ کا یہ انجکشن دے رہا ہے کہ آپ  
تکلیف نہ گوں کریں۔

میں نے آج تک ایسے نجاش کے بارے میں نہیں سُنا تھا ہدایت کی تکلیف کو  
اس طرح رفع کر سکے۔ یہ ادبات ہے کہ ملینی کو مارنے کا انجکشن دے کر سُلا دیا جائے۔  
میں اس کے بارے میں تفصیل سے نہیں جانتی۔ آپ ڈاکٹر ہی سے پوچھ لیجئے  
گا۔ تو کی کہ جما۔

”خیر...“ شاہر طولی سانس لے کر بولا۔ آپ براہ کرم میرے آفسر کو میرے خالات  
سے مطلع کر دیجئے۔

کس سے اطلاع پہنچوں اسکی ہوں۔ میاں فی الحال میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں  
ہے۔ دراصل ہم لوگ ایک بستے کی چیزیں انگریز کے لیے شہر سے یہاں آئے تھے۔  
اچانک اطلاع آئی کہ ہمارے ایک غیر کانقاب ہو گیا ہے۔ پھر آپ بے ہوش پڑے  
مل گئے۔ آپ کو ٹھیک ادا فرام کرنے کے بعد غاذان کے دوسروں لوگ شہر واپس پلے  
گئے اور بچھے یہ دستے اداری سرنسپ لگے کہ آپ کی دیکھ جان کر گوں۔

”میں آپ لوگوں کا لے جائے جسکر گزار ہوں۔ اپنے بزرگوں میں سے کسی کے نام سے  
اگاہ کیجئے۔ شاید میں آہیں جاتا ہوں۔“

”میرے قیڈی کا نام شہباز چوہدری ہے۔“  
”چوہدری علی امداد شریرو والے تو نہیں؟“  
”تھی پاں، وہی۔“  
”ادہ... انہیں کوں نہ جانے گا۔ اتنے پڑے موش ورک اور ملک کے مندوں تین  
افراد میں سے ہیں۔ آپ لوگوں کو میری دوچھ سے بڑی تکلیف ہوئی۔“

۶۱

”پا نکل نہیں۔ وہ ہنس کر بولی۔ تکلیف میں تو آپ ہیں۔“  
”اگر ہیاں نہ ہوتا تو یقیناً تکلیف ہی میں ہوتا۔ ناگز کی بڑی دوچھ سے ٹوٹ گئی  
ہے۔ پتا نہیں کون سے اور کتنے قیمتی انجکشن ٹوواے گئے ہیں کہ تکلیف کا ذرہ برابر  
بھی احساس نہیں ہے۔“  
”پتا نہیں، ڈاکٹری جائیں۔“  
”میرا نام شاہر ہے اور میں عکسر سراغ سافی کا انسپکٹر ہوں۔“  
”خدا کی پناہ۔“  
”کیا میری جب سے میرے کاغذات نہیں برا کام ہوئے تھے؟“  
”وہرگز نہیں۔ درجنہ دیکھی شہر گئے تھے۔ آپ کے ملکے کے کسی بڑے آئیسر کو  
ضفر مطلع کر دیتے۔“  
”تو ان بدمعاشوں نے میرے کاغذات بھی غائب کر دیئے۔“ شاہر طولی  
سانس لے کر بولا۔  
”ہمدا کیا چکا؟“  
”میں ایک چرم کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ بھی موہر سائکل بھی پر رکھتا ہیں شہر  
سے اس کا تعاقب کرتا ہو یا یہاں پہنچتا۔ وہ ایک باغ میں داخل ہوتا اور پھر  
میری بے خبری میں بکھی افراد جاڑاں سے نکلے اور مجھ پر ٹوٹ پڑے۔  
”بات چھوڑ میں نہیں آتی۔“ طوکر نے حیرت سے کہا۔  
وادی کچھ میں آئے والی بات نہیں بھی لیکن شاہر تفصیل سے اُسے کہا دیں  
کہ سکتا تھا۔ لہذا جلدی سے بولا۔ اسی پر تقریباً بھی حیرت ہے کہ آخر اس کے سامنے  
کوئی کلمہ ہو گیا کہ میں، اس کا تعاقب کر رہا ہوں اور وہ پہنچے ہی سے یہاں گھات  
لگا کر پہنچ گئے۔“  
”ہو سکتا ہے کہ اس بدمعاش نے خود ہی آپ کو تعاقب کی ترغیب دی ہے۔“  
”آپ بہت ذہین ہیں۔“ شاہر کوکر کر بولا۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات ہر

ہی نہیں سکتی۔ لیکن اب میں اپنے منکے کو کس طرح اطلاع دوں؟

"میں کیا بتائیں؟ کوئی ملازم بھی موجود نہیں ہے۔"

"بڑی حیرت کی ہاتھے کے گھر والے آپ کو تباہ چھوڑ گئے ہیں۔ جب کہ انہیں یہیں معلوم ہے کہ ان باغات میں اس قسم کی وارداتیں ہو سکتی ہیں۔" "نہیں علم ہے کہ میں اپنی حفاظت آپ ہی کو رکھتی ہوں۔" رُنگی نے لامپ وہی سے کھپتا۔

"کمال ہے۔"

"پچھلے سال میں نے تین فٹروں کو زخمی کر کے اپنے ایک خزانی کو لئے سے بچایا تھا۔ رُنگی نے فخرے گردان اٹھا کر کہا۔

"ادھ... تو آپ... مجھے بادیے... کیا نام ہے، آپ کا؟"

"بُشْرَى چھڈری۔"

"بُشْرَى خوشی ہو گئی، آپ سے میں کر۔ واقعی آپ نے کمال لکر دیا تھا۔ تین فارٹ کی تھے اور تین کی تھیں بے کار ہو گئی تھیں۔"

"میں رانفل کلب سے ترقی ہوئی۔ پے چکی ہوں۔"

"جی ہاں، مجھے ملے... واقعی آپ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہیں۔"

"جوڑو اور کراٹے پر بھی دسترس رکھتی ہوں۔"

"خود ہو گی... خود ہو گی۔"

"ماکش میں اس وقت دہلی موجید ہو گئی۔ جب دہلی معاش آپ پر حملہ اور ہوئے تھے۔"

"بُشْرَى میری کو اسیاں ہو سکا۔"

"پہلا چھڈری نے گھر پر نظر دالتے ہوئے پر شریش بیٹے میں سمجھا۔" مُاکٹر بھی تک میں نہیں آیا۔"

شاپنگ کچھ نہ بولا۔ آج ہی تو اسے ہر شش ایام تھا اور داکٹر سے ابھی تک اس کی

طلقات نہیں ہوئی تھی۔

"میں یہند آرہی ہے؟" شاپنگ پر چھا۔

"بی نہیں۔ کیا میں بیٹھ نہیں سکتا؟"

"ہرگز نہیں۔ تو کرنے کو وہ نہیں کی اجازت نہیں دی۔"

"پر شیش تکلیف تو نہیں ہے۔ پھر کجا حرمت ہے؟" شاپنگ نے سمجھا۔

"بُجُوری ہے۔ مُرشِ شاپنگ! داکٹر کی ہدایت کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"

"خیر جی۔ آپ کی مرغی۔" شاپنگ نے خندی سانس لی۔ رُنگی نے اُسے متاثر کیا تھا۔

"کھانے کے پیسے پکھ لاؤ؟"

"نہیں۔ اسکریپر... ابھی بھوک نہیں ہے۔"

اتھے میں کی نے دروانے پر دستک دی اور شہزاد روازے کی طرف بڑھ گئی۔ پھر شاپنگ نے اسے کہتے سنًا۔ "ادھ، داکٹر صاحب؛ آئیے، آئیے۔"

اور اچانک شاپنگ نظر نووار دپر بڑی۔ جیگب المخلفات آدمی تھا۔ اسے دیکھ کر رُنگی کی سچ پر کسی ٹیکے کا تقصیر اُجھا تھا۔ شاپنگ ہوت پھیپھی کر رہا گیا۔

"کیا حال ہے؟" نووار نے شہزادے پر چھد

"خود دیکھ لیجئے، اب ہر سی میں ہیں۔"

وہ شاپنگ کے قریب آیا اور خاموشی سے اُسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا۔

"ابھی بُجکش تکنی گئے۔"

"ال... لیکن میرے پیر میں ذرہ برا بڑی تکلیف نہیں ہے۔" شاپنگ نے سمجھا۔

"بُشْرَى طاری علاج ہے۔" تاکٹر مُسک اکر لولا اور اپنے ہیئت دیگ سے ہائپردرک سرخی تکھائی۔

"کیوں تداکٹر صاحب میرے سکے کی طلاع دے دیں۔" شاپنگ نے شہزاد کی طرف

دیکھ کر کھلا۔

"میں جاتا ہوں۔"

"ذینہ کی ایک یا عزت اُدھی نہیں۔ قانون کا احترام کرتے ہیں۔"

"میں یہ بھی جاتا ہوں۔"

"تو پھر..."

"تو پھر کچھ بھی نہیں۔ جب میں اسے دوبارہ ہوش میں لاوں گا تو یہ سب کچھ بھول چکا ہو گا۔ حقیقت اسے اپنا نام تک یاد نہیں آئے گا۔"  
کی جو شرکت کے لیے؟"

"اپنے کام سے کام رکھو، لڑکی! اتنے سوالات کیوں کر رہی ہو؟"

"سوالات اس لیے کہ رہی ہوں کہ سب کچھ بھی تکمیری بھی میں نہیں آسکا۔"

"اسے کچھنا، تھماری ذائقے داری نہیں ہے۔"

"تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں تھمارے مشوروں پر عمل کیوں کروں؟"

"تمہارا بابا پاپ جاتا ہے کہ تم اس کے لیے مجھ پر ہو۔"

کیا مطلب؟ شہلا کی بھنوں تن چیزوں۔

"ہر سوال کا جواب اپنے بابا ہی سے مطلب کرنا... اور یہ وارثتگی ہے کہ اگر تم

نے یہی ہدایات کے خلاف کچھ کیا تو تھماری بابا گردن میں پھانسی کا چندہ ہو گا۔"

ڈاکٹر نہیں کہا۔

۶۳

"ہاں، یہ مکن ہے۔ شہلا بولی اور ڈاکٹر سے اس کا تعارف کرنے لگی۔  
اوہ، تو آپ پولیس، فیسر ہیں؟ ڈاکٹر نے کہا۔

"جی ہاں، اور میری غیر حاضری میرے لیے دشواریاں پیدا کر سکتی ہے۔"

"میں، آپ کے آفس کو ضرور مطلع کروں گا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ پھر شاہد اُسے بتانے لگا کہ اس سلسلے میں کی کہنا ہوگا۔

ڈاکٹر سرخ گلود کو چکا تھا۔

شہلا نے اس کا بازو دبا کر رُگ اُجھاری اور ڈاکٹر نے اجھشن لگادیا۔

شہلا کا ذہن ایک بارہ بارہ ہیروں میں ٹوپتا چالا گیا۔

ذہن جی کیوں اپنکا کچھ شہلا کے پھر سے پرستا گواری کے اُنہار پیدا ہو گئے تھے اور

وہ ڈاکٹر کو یہ توز نظلوں سے دیکھے جا رہی تھی۔ دفعتہ ڈاکٹر اس کی طرف پڑ کر بیلا

"اب اسے بھوٹ میں نہیں آنا چاہیے۔"

"میں اس سلسلے میں کی کہناں گی؟ شہلا نے کسی تدریج نہیں میں سوال کیا۔

"وہ کہیں... ڈاکٹر اس کی حراث دیکھے بغیر بولوا۔

"پہلے بھی بتائیا جا رکھ کا ہے کہ یہاں بھی نہیں ہے۔ میشین کیسے چلے گی؟"

"اس کا کامیاب انتظام کر دیا گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک ٹرک یہاں پہنچ جائے

گا۔ ٹرک کا انہیں چلا کر میشین کا نام، اس کے ڈائینما موسم منسلک کر دینا۔ میشین کا رام

ہو جائے گی۔

"میشین دی میشین چلا فی ہو گی؟"

"مگر یہ دیکھ کر دس منٹ... ہر تین گھنٹے کے بعد۔"

"مستقل دریوری... اور پھر یہ ایک پولیس افسر ہے۔"

"تم اس کی پرواہ مت کرو۔"

ڈاکٹر ڈیوڑو۔ یہاں کا ایک معقول کامیابیں بھی بہت با اختیار مبتا ہے۔

شہلا نے گواری سے سمجھا۔

کے قریب اکڑوں بیٹھا ہوا نظر آیا اور جاہڑی کا گوش جھکا ہوا تھا۔ شاید وہ ایک مائیک ہوا  
نکال پکا تھا اور اب شاید دوسرے پر باٹھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

عمران جھائلوں سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ارسے... ارسے... یہ تم... مم... میری جاہڑی کی ہڈا کیوں نکال رہے ہیں؟ اس

نے احتمان انداز میں کھا اور مرک ڈرائیور کے بیک اٹھ کھا اہوا۔

"جیسی بائی میں داخل ہونے کی حریات کیسے ہوئی؟ وہ آجھیں نکال کر بولنا۔

"ضف... ضرفوتا۔" عمران سکلا کیا۔ "ضروف تاج پنجھ چینی جھائلوں کی تلاش تھی۔

"بھاگ جاؤ۔"

"کہ... کیسے بھاگ جاؤ؟ عمران نے بے سی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چما۔  
"ت... تمنہ تو ہوا نکال دی سے۔"

"اپسیروں میں نکال کر لگاؤ اور نو روکیاہر ہو جاؤ۔"

"واہ! میں کیوں لگاؤں، اپسیروں میں یہ تم نے ہوا نکالی ہے، اس لیے تم ہی لگاؤ۔" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"یوکاں مت کرو۔ جتنی بند میکن ہو، یہاں سے دفع ہو جاؤ ہری آپ؟"

عمران نے جیب سے کمی نہال کر ڈالیں کھوی اور پھر ہٹھا ہوتا ہوا بولا۔ "جیک اور اپسیروں میں موجود ہیں۔ جلدی سے تبدیل کرو۔"

"تمہارا داماغ خوب نہیں ہو گی۔" مرک ڈرائیور اکٹھ کر بولنا۔ "میں پہنچتے تبدیل کروں گا؟"

"ذندگی عنزی پر گی تو ضرور کرو گے۔"

"یہ بات ہے۔ سفاک سی مسکراہت، مرک ڈرائیور کے ہزوں پر بنودار ہٹی اور وہ آہستہ آہستہ عمران کی طرف پڑھنے لگا۔

خون، اس کے ارادے سے بخوبی واقف تھا یعنی ہر نقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑا رہا۔ مرک ڈرائیور کے ہزوں پر ایسی مسکراہت تھی جیسے قرب ہنچ کر اس

کی شوزی کو ہاتھ لگا کر خوشنامانہ ہے میں کہے گا کہ اچھے بچوں کی طرح خود ہی پہنچتے تبدیل کر دیں۔  
یعنی قین قدم کے ناصطہ پر پہنچ کر چھپتے پڑا۔

عمران نے پھر سے باشیں جاپتے ہوئے کر چلانگ لگائی اس طرح کر اس کی  
داتیں لات، مرک ڈرائیور کی بائیں کپٹی پر پڑی اور وہ اچھی کر دوڑ جا گرد پھر عمران  
اُسے اُٹھنے کی مہلت کتب دینے والا تھا۔ دوسرا میکھر اس کے باشیں پہنچ پڑی اور  
وہ کراہ کر پٹھ گیا۔ میسری خوکر سر پر قیکن وہ بھلسی بھنسی اسی اواز میں جنہاں تھیں۔  
عمران رُک گیا اور مرک ڈرائیور دونوں ہاتھوں سے ہایاں پہنچ دیا۔

"اُٹھو۔ اور پہنچتے تبدیل کرو، ورنہ میں جان سے بھی مار سکتا ہوں۔" عمران اُسے  
پالوں سے پکڑ کر اٹھتا ہوا بولا اور جاہڑی کے قریب گھسیٹ لایا۔ اسی دوران میں  
اس کی جیسی بھی ٹوٹیں لی تھیں۔ وہ غیر مسلح تھا۔

"چلو، جلدی کرو۔" عمران نے اُسے ڈل کی طرف دھکا دیا۔ وہ بھلی ہوئی ڈل  
پر دونوں ہاتھ میک کر جھک گیا اور ہاتھا لہا لیکن اُس کے چہرے پر خوف کی بجائے  
غیض و غصہ کے آثار تھے۔

اچاک وہ ڈل سے جیک ہجھا کر عران کی طرف گھوما۔ اگر عمران پھر سے میٹ  
نگیا ہوتا تو سر کرنی مکر سے ہو جاتے۔ وحشی انداز میں چھیدکا ہوا جیک، اُس کے انہر  
سے گزرتا چلا گا۔

وہ پھر ڈل سے اور کچھ نکال لینے کے لیے مڑا ہی تھا کہ عمران نے اس پر  
چلانگ لگائی اور اس بار قر دگڑتی کر دکھ دیا۔

نکھنے خاہر ہے۔ وہ اس قابل نہیں کہ اُس کی خواہش کے مطابق جاہڑی کا پہنچتے  
بدل سکتا۔ عمران نے اس کی مانی کھول کر اچھے پشت پر باندھ دیئے اور پریوں کی بندش  
کے لیے اپنی تائی استعمال کی۔

شاید عمران کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ خواہ خواہ وقت ضائع کر رہا ہے۔ اس لیے

اس نے اس بارے سے ہوش میں نہ رہنے دیا۔

پھر اُسے گاڑی کے پاس سے ہٹا کر جھاڑیوں میں پہنچاتے وقت اُس نے دکھا کر ڈاکٹر ڈیوڈ عمارت سے بکل کر اُس طرف جا یا ہے جہاں اُس نے اپنی گاڑی کھڑی کی تھی۔ عمران جلدی سے اپنی گاڑی میں آپھا تاکہ اُس پر نظر رکھ سکے۔

ڈیوڈ اپنی گاڑی کے قریب کھڑے ٹرک ٹک کیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شاید اُسے ٹرک ڈاٹائیو کی تلاش تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک یونہی کھڑا ہا پھر ٹرک کی ڈلپنڈ سیٹ پر جا پہنچا۔

ابن کی آواز ساتھے میں گوئنچے لگی اور عمران نے ٹرک کو حركت میں آتے دیکھا۔ ڈاکٹر ڈیوڈ اسے ٹرک عمارت کی طرف سے جا رہا تھا۔ عمران پہنچنے گاڑی سے ٹرک کو جاڑیوں میں چاہیسا۔

ڈاکٹر ڈیوڈ نے ٹرک عمارت کے قریب کھڑا کر دیا تھا۔ دفتہ عمران کو یہ کوئی نظر آئی جو عمارت کے برآمدے میں کھڑی تھی۔ ڈاکٹر ڈیوڈ ٹرک سے اُٹکر لڑکی سے کچھ بینے لگا تھا۔

پھر لڑکی تو جو گھری رہی تھی اور ڈاکٹر ڈیوڈ شاید والپی کے لیے مُرگیا تھا۔ کیا وہ، اس کا عاقب چاری رکھے؟ عمران نے خود سے سوال کیا۔ وہ پھر اسی مقام پر واپس آگئی جہاں سے ڈاکٹر ڈیوڈ گاڑی پر نظر کی تھی اور یہاں پہنچ کر اسے یاد آیا کہ اس کی گاڑی فی الحال بیکار ہو چکی ہے۔ بھی در میں وہ ہمتوں تہذیب کرے گا، ڈاکٹر ڈیوڈ کی گاڑی نظر دو سے اچھل ہو چکی ہو گی۔ وہ طویل سانس کے کرو گیا۔

ڈاکٹر ڈیوڈ سیدھا اپنی گاڑی کی طرف آیا تھا۔ ابھی اسٹارٹ ہونے کی آواز عمران نے سئی اور پچھلا ہوت دنیوں میں دبائے ڈاکٹر ڈیوڈ کی گھری کو دائیں جانب رہتے دیکھا رہا۔

تھوڑی دیر تک گم ہم بیٹھے رہنے کے بعد وہ اپنی گاڑی سے اُٹکر جھاڑیوں میں جیک تلاش کرنے لگا۔

ٹرک ڈائیور اب بھی بے ہوش پڑا تھا۔ جیک فل جانے کے بعد اُس نے سب سے پہلے گاڑی کے گھوٹ پارٹمنٹ سے اُڈیسویٹ پنکاں کر ٹرک ڈائیور کے پنڈن پر چکا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی میں عمارت کے برآمدے کے نیچے گاڑی ہوئی۔ ٹرک بھی وجہ دیتا۔ عمران نے گاڑی کا پارن بجا نا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد وہی لڑکی کے پیسے گھوٹ پارٹمنٹ سے میں نظر آئی جسے کچھ بھی دوڑے دے کوئی چکا رہا تھا لیکن اُسے قریب سے دیکھ کر اُسے چوہنکا پڑا۔ کیونکہ وہ اس لڑکی کو پہچانتا تھا۔

وہ گاڑی سے اُٹر آیا اور اس نے جھوس کیا کہ لڑکی اُسے اس طرح دیکھ رہی ہے جیسے پہنچنے کی کوشش کر رہی ہو۔

”کیا مجھ یہاں ٹھنڈا پانی مل سکے گا۔“ عمران نے احتمانہ انداز میں سلام کے لیے ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

”چج... جی ہاں... اے... اندر تشریف نہ پہنچے۔“ لڑکی جلدی سے بولی: ”شاید میں اپ کو پہنچنے تھیں۔“

اوہ... شش... شاید میں بھی اپ کو جانتا ہوں۔ اپ مس شہزادہ پرور ہیں نا؟“

”جی ہاں، جی ہاں۔“ لڑکی اخبار مرت کرتی ہوئی بولی۔ پھر اسے نشست کے کرس میں لا کر بھانتے ہوئے اس نے چکا۔ میں، اپ کے لیے پانی لارہی ہوں۔“ وہ چیلگی اور عمران خا موش بیٹھا، اپنے چہرے پر ضریبہ اختانہ تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد شہزادہ پانی کا گلاس لیتے ہوئے کرس میں داخل ہوئی۔

”تکمیل دہی کی معانی چاہتا ہوں۔“ عمران اٹھتا ہوا بولा۔

”آپ بیگ فیری سمان کے بھائی ہی ہیں نا۔“

”تریا سمان... جی ہاں، جی ہاں۔“ عمران نے اس سے گلاس لیتے ہوئے

بکھلا کر کھا۔

"اور آپ کے ڈیڑی نشیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں؟"

"اُرے ہاں، یہ تو میں بھول ہی لگایا تھا۔" عران پر ناک کربولا۔

"جی، بھی ہاں۔" کہتا ہوا وہ بیٹھ گیا اور غشت پانی پینے لگا۔

"میں ایک دشواری میں پر گئی ہوں۔ شاید آپ کچھ مدد کر سکیں۔"

"خودر... خودر۔"

"یہاں آپ کے ڈیڑی کے محلہ کا ایک آفیس بھی موجود ہے۔"

"لک... کہاں...؟" عaran بکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف

دیکھا ہوا ہوا۔

"وہ اُنھیں سکتا۔ اذر بستہ پڑا ہوا ہے اور اس وقت ہوش بھی ہے۔"

"میرے ڈیڑی کے محلہ میں اُنے کے بعد سب اسی طرح بے ہوش ہو جاتے ہیں۔"

عaran خوش ہو کر فخر ہے لیکھ میں بولا۔

"آپ بھی نہیں۔ اس کی ایک ناگ پر پلا سڑھا ہوا ہے۔"

"دوسری ناگ غلطی سے خالی رہ گئی ہوگی۔" عaran نے کہا۔

"اپنا نام شاہد بتانا ہے، انسپکٹر شاہد۔"

"وہی تو نہیں جس کی ناک کی فرک پرتل ہے اور دور سے ایسا لگتا ہے،

جیسے اس نے ناک پر عکھی تیھنڈی دو ہے۔"

"جی ہاں... وہی وہی۔"

"یکن وہ یہاں کیوں بے ہوش پڑا ہے؟"

"یہی تو میں، آپ کو سنا چاہتی ہوں۔"

"میں رکش لے پڑوں۔"

"است یہاں بے ہوش کی حالت میں لا یا کیا تھا۔ اور ڈاکٹر ڈیورڈ نے بتا یا

تھا کہ ناگ کی پڑتی دو گھوڑوں سے ٹوٹ گئی ہے۔ لہذا اس نے پلا سڑھا دیا تھا۔

لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ اُس کی ناگ کی ناگیاں کوئی ہوئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ

اُسے یہاں روکے کھنک کے لیے یہ حرکت کی کوئی ہو۔"

"آپ کے علاوہ یہاں اور کون کون بے ہوش نہیں ہے۔"

"میں تنہا ہوں، ماں کی دیکھی یہاں کے لیے۔"

"لیکا آپ کے ڈیڑی کو اس کا علم ہے؟"

"کیوں نہیں۔ ان ہی کی پدراست کے مطابق مجھے یہاں رکنا پڑا ہے درنہ میں،

ڈاکٹر ڈیورڈ کیا جاؤں۔"

"یہ ڈاکٹر ڈیورڈ کون ہے؟"

"میں اُنھیں جانتی۔ ڈیڑی کے ملاقاتیوں میں سے کوئی ہے۔"

"ڈاکٹر ڈیورڈ۔" عaran آہستہ سے بڑھ لیا۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر پوچھا: "دھی تو

نہیں۔ وہ انسان نمائیا۔"

"بہت خوب۔" شہدا بہنس کر بولی۔ "بڑی مناسب تشبیہ ہے۔"

"ہے نا۔" عaran اس سے بھی زیادہ ذور سے بہنس کر بولا۔

"واقعی، اسے دیکھ کر کسی خزان رسیدہ پڑھے کہی کام اللہ عزیز ہے میں اُبھر رہا۔"

"سبحان اللہ... خزان رسیدہ بھی۔" عaran اسے ستاش آئیں نظروں سے

دیکھتا ہوا بولا۔ اب پوری طرح بات بی ہے۔ لیکن آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ

اس پیٹر شاہد کی ناگ کی پڑی محفوظ ہے؟"

"آج ہی تو وہ ہوش میں آیا تھا اور بتایا تھا کہ اس کی ناگ میں کسی جگہ بھی

کوئی تحریف نہیں ہے۔"

"چھر کیسے بے ہوش ہو گیا تھا؟"

"ڈاکٹر ڈیورڈ نے کچھ دیر پہلے بے ہوش کا نجکشن دیا ہے۔ آخر بے ہوش کا نجکشن

دیا ہی کیوں گیا؟ جب کہ ملین نے کسی قابل برداشت یا ناقابل برداشت تکمیف

کی شکایت نہیں کی تھی۔

و اُنہی موصیے کی بات ہے: "مُرَان سر بلاکر بولا۔

ڈاکٹر ڈیوڈ چاہتا ہے کہ وہ بہاں اسی طرح ہے اس پڑاپ ہے اور کسی کو بھی معلوم ہونے پائے کہ وہ بہاں ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب میں اسے ہوش میں نہ آئے دوں تو پھر اپ کیا کروں گی؟"

"میری عجیب میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟ اسی یہ تو اپ کی اندھر پر خوش ہوئی تھی۔"  
"نم... میں نہیں لگتا۔"

"اپ بتا ٹھیک کہ کیا کزان چاہیے؟"

اگر اپ نے ہبھی مرٹی سے کچھ کیا تو اپ کے ڈیڈی کیا کرس گے؟  
میں نہیں جانتی میکن ڈاکٹر ڈیوڈ کے روزے سے کچھ ایسا محروس ہوتا ہے،  
بھی ڈیڈی، اس کے دباؤ میں ہوں۔"

بینک میلینگ: "مُرَان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔  
اسی کا خدشہ ہے۔"

تو پھر اپ شاپ پر مسلسل ہے ہوش رکھیں گی؟"

"جی ہاں۔ اس نے بھی کہا ہے۔"

آنکش... "مُرَان اسے غرے سے دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں، میشن۔"

میشن... کسی میشن؟"

مُھرئے: میں اپ کو لا کر دکھاتی ہوں۔"

وہ بھی گئی۔ مُرَان کی آنکھوں میں تکر منڈی کے آثار تھے۔ شہلاکی والپی جلدی ہی بوئی تھی۔ اس کے دامن باقی میں ایک برباد کیس تھا۔ جسے اس نے سینٹر پیس پر رکھ دیا اور مُرَان سے لوی۔ "یہ شیئن بھلی سے چلتی ہے۔"

مُرَان آئے کہ میرے قریب پہنچ چکا تھا۔ شہلانے برباد کیس کا ڈھکندا اٹھایا اور

بولی: "یہ سُری جو اس تکنی سے لگی ہوئی ہے، کھلائی کے جوڑ کی لنس کو اچھا کر کر اس میں داخل کر دی جائے گی پھر اس کے بعد بھری دیکھ کر دس منٹ تک مشین چلانی جائے گی۔ بہترین گھنٹے بعد اس طرح بے ہوشی جاری رہے گی۔"

"تنے دوں کا پروگرام ہے؟"  
"یہ تو ابھی اس نے نہیں بتایا۔"

کیا شاپ ہوش میں اسے کے بعد ہوش ہی کی باتیں کرتا رہا تھا۔  
جی ہاں، بالکل۔ درز بھے کیسے معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں؟  
اور ہم پر ڈریفٹ نے اسے انگشن دے کر دیوارہ بے ہوش کیا ہے؟  
جی ہاں۔"

اس کے بعد فرید بے ہوش رکھنے کے لیے مشین کا استعمال بتایا گیا ہے:  
جی ہاں۔ انگشن کو تن گھنٹے گزرنے کے بعد سے مشین کا استعمال شروع کر دیا جائے گا۔"

اپ نے چھاتا کہ مشین بھلی سے چلتی ہے میکن یہاں مجھے بھلی کا کوئی سلسلہ نظر نہیں آیا۔ "مُرَان چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

بھلی کے حصوں کے لیے وہ یہاں ایک ٹرک مغلوکر چھوڑ لیا ہے۔ ٹرک کا انگن چالا کر اس کے ڈائینامو سے مشین کا تار منسلک کر دیا جائے گا۔ اس طرح مشین کا رہ آمد ہو جائے گی۔"

ان ساری ہائق کا علم ہے، اپ کے ڈیڈی کو؟"  
بالکل، میکن میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ مُرَش شاپ کی اصلیت سے بھی واقع تیں یا نہیں۔"

"لیکوہ، ان کی موجودگی میں ہوش میں نہیں آیا تھا؟ مُرَان نے پوچھا۔  
جی نہیں۔"

میرا خیال ہے کہ اپ کے ڈیڈی نا دافعتہ طور پر کسی بڑی دشواری میں

"میری کو شش بھی ہو گی کہ آپ لوگوں پر کوئی الام نہ تھے پاٹے۔ جمار سے بھتیرے سادہ برس شہری غیر ملکی ایکنٹوں کے ہتھے پڑھ جاتے ہیں۔"

"خدا کا خاتمہ ہے کہ پہلے آپ ہی جیسے محمد اور اُوی سے ملاقات ہو گئی لیکن اگر آپ مشر شاہد کو اٹھانے کے لئے تو داکٹر فریڈر کے کیا کہا جائے گا؟"

"اس کا انتظام بھی میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

"کیا انتظام کر چکے ہیں؟"

"باتِ دوام یہ ہے کہ میں پہلے ہی سے ڈاکٹر فریڈ کے تعاقب میں بھتا۔  
مُددکی پناہ...!"

"اور اس وقت وہ ٹرک ڈاکٹر یونی میرے قبضے میں ہے جو اس ٹرک کو یہاں لکھ لایا تھا۔ عمران نے کہا اور ٹرک ڈاکٹر یونی والوں کا عرصہ بتانے لگا۔

"تو یہوں جھاریوں میں بندھا پڑا ہے؟" شہلاٹے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں اسے اٹھا کر یہاں ٹرک میں ڈال جاؤں گا اور آپ ڈاکٹر فریڈ اور اپنے دیڈی کویر پرورث دینے چاہے گا کہ ڈاکٹر فریڈ کے جانے کے بعد پانچ آدمی آئے تھے اور شاہد کو زرد سی اٹھا کے گئے تھے۔"

"تو گھر گایا ڈیڈی کو آپ کے بارے میں نہ تباہ جائے۔"

"ابھی نہیں۔ ورنہ کھلی جڑ جائے گا۔ یہ تو ہم دونوں میں کر انہیں اس دُشمنی سے بچائیں گے۔ ورنہ اگر بات رنج گلوپیں میں تک پہنچ گئی تو آپ کے ڈیڈی کو گرفتار کی جان پر فروختم عائد کر دی جائے گی۔"

"آپ کھلیک کہر رہے ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ اس بہنگاں پر۔"

"غلن خدا کی خدمت، میری نذری کا نصب العین ہے۔ عمران نے باٹھ اٹھا کر دوستِ انداز میں کھکھا۔

شہلا جو بد ری کی گاڑی تیزی سے شہر کی طرف جا رہی تھی۔ خود ہی ڈاکٹر یونی بھتی۔ عمران شاہد کو اٹھا کے گیا تا اور بے ہوش ٹرک ڈاکٹر یونی کو ٹرک پر ڈال دیا گیا۔

پڑھنے والے ہیں۔"

"میں بھی بھی موسوس کر رہی ہوں۔ اسی لیے تو آپ سے ساری یا میں کہہ دیں دراصل اس معاملے میں، میں پہلے ہی سے پریشان رہی ہوں۔"

"کرنی اور فتحہ بھی ہے کیا؟"  
جی ہاں۔ اصل اچھوں تو جس سے شروع ہوئی تھی۔ ورنہ بے شمار غیر ملکی

ٹوک ڈیڈی کے ہجان بتتے ہیں۔"  
ڈاکٹر فریڈ غیر ملکی ترنیزیں ہے۔ عمران نے کہا۔ "ویسی عیسائی معلوم ہوتا ہے۔"

"غایاں گواہا بابا شندہ ہے۔"  
اس کی بات نہیں ہے۔ ٹریڈو کے قوس سے ایک غیر ملکی عورت ڈاکٹر فریڈ

ڈیڈی کی ہجان بنی تھی۔ اس کا قیام، ہماری مددل شاؤن والی کوششی میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک دیسی ادی بھی تھا۔ جو بعد میں میرے لیے اچھیں کا باعث بن گیا۔ پھر

شاید پولیس والے بھی اچھیں میں پڑھے۔  
میں نہیں سمجھا۔"

"خبرات میں اس کے بارے میں بہت کچھ ایا ہے۔ میرا اشارہ سٹکناد کی طرف ہے۔ غایا آپ نے بھی اس کے بارے میں پڑھا ہوگا۔"

"جی ہاں۔ اچھا تو ہم پہلے ڈاکٹر فریڈ کے ساتھ تھا؟"  
جی ہاں... اور پھر میں نے خبرات میں اس کی تصویریں کیجیں اور ڈیڈی

سے اس کا کریما توہو کوئی لگ کر میں اس سکلے میں خاموش افتابی کروں ورنہ نہیں  
نقصان پہنچے گا اور مجھے نیشن ہے کہ وہ خالف تھے۔"

بیک مینگ کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑ سکتا۔ عمران سر جلا کر بولا۔  
"وچھر آپ بتائیے کہ میں کیا کروں؟"

"آپ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے سب کچھ بتادیا۔ اب میں شاہد کو یہاں سے اٹھا  
لے جاؤں گا۔"

بیک نہ ہم ووگ کا کیجئے گا؛ کیا داعی ڈیڈی کسی قسم کے مجرم گردانے چاہیں گے؟

تحتا اور اُس نے شہلا کو یہی گھاڑا رکھا کہ اسے مُرک ڈرائیور کے سلسلے میں کیا کرتا ہے۔  
ہندشاہی، علارن کے چلے جانے کے بعد مُرک ڈرائیور کے ہوش میں آئے کا انتظار کرنی  
رہی تھی اور پھر یہی تھیں کہ مُرک کے اندر سے باقاعدہ طالپتے کی آوازیں آئی تھیں۔ وہ مُرک  
کے چھین حصے پر جمٹھ کی تھی۔ مُرک ڈرائیور نے انہیں کھول دی تھیں۔

”تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟“ شہلانے ڈپٹ کرو چھپا اور وہ غول  
خون کرنے لگا۔ کیونکہ ہنڑوں پر تو ٹیپ چپ کا پیدا تھا۔

”اُرسے... اُرسے...“ شہلا آنکھیں جھرتے سے چیل گئیں۔ پھر اُس نے بندے  
ہوئے ہاتھوں اور پریوں پر بھی نظر ڈالی اور جھک کر اس کے ہنڑوں سے ٹیپ  
نمکانے لگی۔

”تم کھٹکتے ہی مُرک ڈرائیور زور دوڑ سے کینے لگا۔“ میں کی یہ مُرک یہاں لا یا  
کسی نے عقب سے چل کر کے اس حال کو پہنچا دیا۔

”تم جب جستے ہو۔“ شہلانے تیر لجھیں کھما۔ مُرک نے اکٹر ڈرائیور کھلا کر گئے ہیں  
آن کے جانے کے بعد پانچِ آدمیوں نے کوئی پر جعل کیا اور اکٹر ڈرائیور کے مریض کو زبردستی  
املا کے گئے۔

”ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا۔“

”تم جھوٹے ہو جب مُرک یہاں آیا تا تو تم اس پر موجود نہیں تھے۔“ شہلانے کھدا  
”مجھ پر حملہ اُن جھارڈوں کے اس طرف ہجوا تھا۔ براہ کرم اب میرے باقاعدہ طالب  
دیکھئے۔“

”ناممکن... ہرگز نہیں۔ میں پہنچے ڈاکٹر ڈرائیور کو اطلاع دوں گی۔“

”میں تکلیف میں ہوں۔ بختم۔“

”ہو اکرو۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ اور اب میں یہیں دوبارہ تھمارے ہنڑوں پر  
چپکا دوں گی۔ تاکہ میری عدم موجودگی میں شور پیکر کی کوئی طرف متوجہ نہ کر سکے۔“

”وحیا کریں، خمسہ؛ میری حالت اپنی نہیں ہے۔“

”ڈاکٹر ڈرائیور ہی تھیں اُن کو کوئی نہیں لگے۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔“

”اچھا تو ٹیپ ہی دوبارہ نہ چکپا کیے۔“  
”یہی مکن نہیں ہے۔“ شہلانے کجا اور جھک کر دوبارہ ٹیپ اس کے ہنڑوں  
پر چکپا کی۔ وہ پنچے لگا اور شہلا بولی۔ ”مجھے طاقت نہ کھاؤ۔ میں بھی نکزو نہیں  
ہوں۔ بہتری اسی میں ہوں گی کہ ڈاکٹر ڈرائیور کے آئے جک چپ جا پڑے رہے۔“

”وہ خوارنڈوں سے اُسے گھوڑا تارا اور شہلا کو کشی کو مغلی کر کے شہر کی طرف  
روانہ ہو گئی۔“

باب کو کشی ہی پر موجود تھا۔ شہلانے بدھاوی کی ایکنگ کرتے ہوئے اُسے ہلن  
کی ہدایت کے سطابیں اُس وقوت کی اطلاع دی۔ شہباز چہدری اُبھیں ملایا  
اور محمدنہ اوری تھا لیکن اس اطلاع پر اُس کی حالت ایسی ہی نظر آئے تھی جیسے فوری  
ٹور پر اعصاب زدگی کا شکار ہو گیا ہو۔  
”بہت بُرا ہوا۔ بہت بُرا ہوا۔“ قہمانہ اُنہوں بولا۔ اب کیا گا؟ ڈیپڈ شاید  
ہی اس پر لیکھن کرے۔“

”ذکرے۔ چشم میں جائے۔“ شہلا پریورٹنگ کر بولی۔ ”میں جھوٹ تو نہیں بول رہی۔“  
”عن... نہیں...“ تم جھوٹ نہیں ہو۔ لیکن ڈاکٹر ڈرائیور کے آئے سے پہلے ہی وہ جو شی میں  
ہارے میں کوئی کچھ بھی نہیں جانتا۔“  
”اپکے جانے میں کوئی کون تھا؟“  
”نہیں ڈیوڈ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا۔“

”لیکن میں جانتی ہوں۔ ڈاکٹر ڈرائیور کے آئے سے پہلے ہی وہ جو شی میں اگیا تھا۔  
اور مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتایا تھا۔“

”کیا بتایا تھا؟“  
”وہ مکر سار غاسانی کا ایک آفسر، اپنے زرشاہ تھا۔“  
”میرے غارا...“ شہباز چہدری تو نہیں پر ماچ پر پیدا کر رہا گا۔  
”فلکے کا اسے بھاٹا رکھنا چاہیے۔“

پکنہیں۔ میں ایک آدمی میری طرف ریالور نانے کھلڑا باتھا اور بیتیہ چار آدمی  
اُسے اٹھائے گئے تھے۔

ڈیورڈ ہرگز یقین نہیں کر سکتا۔

دُکر سے اچھم میں جائے۔

تم نہیں سمجھتیں، شہلا۔ تم نہیں سمجھ سکتیں۔ وہ خوفزدہ ہیجے میں بولا۔  
ہی نہیں کچھ سکتی۔ میرے ایک جھاپڑ کا ہے، وہ ڈیا۔

پیٹریشنا؛ یہ میری عزت کا سوال ہے۔

خیرا سے میری بات کا یقین کرنایا ہی پڑے گا۔ شہلا نے طویں سانس سے کر

کھا اور اسے ٹرک ڈرائیور کے بارے میں بتاتے ہوئے بولی۔ میں اس کو اسی  
طرح جکڑا بندھا چھوڑ آئی ہوں۔

پیغم نے عقلمندی کا کام کیا ہے۔ ٹھوڑے امیں ڈیوڈ کو فون کرتا ہوں۔

شہلا پر اس سامنہ بنا کر ہے گئی۔ شہباز کی لپشت اس کی طرف بھی اور وہ کامنے  
ہوئے ہاتھوں سے فون پر غیر ڈائیل کر رہا تھا۔ رابیڈ قائم ہونے پر اس تے خوفزدہ  
ہی آواز میں اس دفعے کی اطلاع دی اور پھر خاموش رہ کر کچھ سُستا رہا۔ اس کے  
بعد سیور روک کر شہلا کی طرف مُڑا تو چھرے کی حالت ایسی نظر آئی تھی جیسے برکہ  
سے بیمار ہو۔

شہلا نے خاموشی سے اس تیریکو نوٹ کیا۔ کچھ بولی نہیں۔ شہباز کرسی پر بیٹھا  
یا نینچے لگا۔ شہلا کو اب پوری طرف یقین پوچھا تھا کہ اکٹر ڈیوڈ، اس کے باپ کو  
بیک میل کر رہا ہے... نینکن کس سے میں؟... براہ راست اس سے پوچھنے کی بہت  
نہ پڑی۔ علاں کی بولیات بھی متنظر تھیں۔ اس نے کہا تھا کہ اپنے باپ کو خدا براہ راست  
شہباز ہونے دینا۔

شہباز تھوڑی درجہ بولा۔ ڈیوڈ اگر جا بے۔

آس کا سارہ درست ابھی سمجھ میں نہیں سکتیں۔ اسکا۔

”دیکھیے، اس وقت میں نے کچھ نہیں کہا باتھا، جب وہ آدمی سنگڑا دشابت ہوا  
تھا لیکن یہ براو راست پولیس کام معاہدہ ہے۔“

مکال ہے۔ اس نے جو کچھ تم سے کہا، تم نے اس پر یقین کر لیا۔ اگر وہ خود پولیس  
 والا ہوتا یا اسے اٹھائے جانے والے پولیس سے متعلق ہوتے تو کیا وہ خاموشی سے  
رخصت ہو جاتے۔ تم سے پوچھ گھوڑہ نہ کرتے۔ ارسے، اب تک تو انہوں نے میری ہر کوئی  
کے گر و گھر اڑاں دیا ہوتا؟“

یہ بات بھی معقول ہی تھی لیکن شہلا کو پھر علاں کا خالی آیا اور وہ سوچنے لگی  
کہ خاموشی کا مامراہہ تو صحت پڑا تھا، دونوں کے درمیان ایک بھروسے کی تھت۔ لیکن  
بڑھاں یہ دلیل بھی ناقابل شکست تھی۔ اس نے شہلا نے صرف بھی پوچھنے پر انکفار  
کی۔ ”تو پھر آخر وہ کون تھے؟“

بعد اٹھوں کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں۔ یہ داکٹر ڈیوڈ کے کسی ہمیشہ حریف  
کی تحرکت معلوم ہوتی ہے۔ داصل داکٹر ڈیوڈ کو عنصریب ایک مرکاری اسٹریز  
ملئے والا ہے۔

”اچھا اگر یہ بات ہے تو سنگڑا والے معاملے کو کیا کہا جائے گا؟“  
”بہت بھول ہوئم تھی۔ شہباز نہیں سی نہیں کے ساتھ بولا۔“ تما بھی نہیں  
مجھتیں۔ ارسے، سنگڑا تو اس کا ایک طبقی کام نہ ہے، جس کی وہ اس طرح جیلی  
کر دے ہے۔“

”میں نہیں سمجھ۔“

”اُسے چوتھے نہیں لگتی۔ اگر یہ ایسی فوج تیار کی جائے تو وہ ناقابلِ نہست ہو گی۔  
لیکن اس کی کادو داشت بھی تو غائب ہو گئی ہے۔“

”اس سے کیا فردی پڑتا ہے۔ وہ ایک یہ تکار آمد آدمی بن گیا ہے۔“

”آدمی یا مشیل؟“ شہلا نے تھی بیٹھے میں کہا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں۔“

”نہ۔“ اسے استحکام کا سچا ٹھہر لگا۔

"اسے بہلاتے رہ جو: ڈاکٹر ٹولوڈلا پرہا ہی میں بولا۔"

تھوڑی دیر بعد اسے کوئی کی خوشی مل گئی اور شہزادے پوچھا: "کیا میں بھی چلی؟"

"نہیں۔ میں خود دیکھوں گا۔" ٹولوڈلا خوشگوار پہنچ میں بولا۔

وہ بہاں سے روانہ ہوا کہ ایک پیکاٹ غیغیوں پر کوئی قریب رکھتا ہے۔ گھاری سے اُتر کر بُوچھ میں داخل ہوا اور کسی کے نہ بھر دیں کہ کے ماڈ نہ پیس میں بولا۔ "میری

گھاری اس وقت بیزارہ سینقا کے سامنے موجود ہے۔ دس منٹ کے اندر اندر بہاں پہنچو۔ تمہیں مجھ سے دوڑ رہ کر اس پر نظر رکھنی ہے کہ کوئی میرا تعاقب تو نہیں کرو رہا۔ اور اگر ایسا ہو رہا ہو تو پیچہ تجھے کیا کرنا پڑے گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم پہلے مجھے اگاہ کر دے گے۔ پھر متصل طور پر اسے نظر میں رکھ کر اس کے بارے میں معلومات فراہم کرو گے۔"

"او. کے، سرا: دوسری طرف سے آواز آئی۔"

"بسم روانہ ہو جاؤ: ڈاکٹر ٹولوڈلا نے رابطہ منتقطع کر دیا۔ پھر وہ اپنی گھاری میں آیا۔ ٹھیک دس منٹ بعد اس نے ڈیش بورڈ کے خانے سے ایک چھوٹا سا ٹرانسیسیٹر نکالا اور اس کا سوچ پختہ آن کر دیا اور آہستہ آہستہ برسنے لگا۔ ہیلو، ہیلو... ٹرانسیسیٹر کیا ہے؟"

جوہاب میں کچھ زمان کراس نے اُسے گود میں ڈال لیا یعنی اس کا سوچ پختہ نہیں کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسیسیٹر سے آواز آئی۔ "ہیلو، ڈاکٹر اسے پہنچ گیا ہوں۔ اب کیا حکم ہے؟"

"سابقہ براہت کے مطابق علی... میں روانہ ہو رہا ہوں: کہ کہ کہ اس نے اجنبی اسارت لیکا۔ ٹرانسیسیٹر کو بدستور رکھ دیا ہی میں پڑا رہنے دیا تھا۔ خاصی تیز نہیں رہی سے اس کی گھاری روانہ ہوئی تھی۔"

شہزادے کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ یعنی اس کے ہاتھ میں ٹرانسیسیٹر پر ممکنہ تعاقب کی طرح زدی۔ آخر اُس خود ہی اپنے نگریں کو منابع کرنا پڑتا۔

"قدر تی بات ہے، شہزادا! میں نے ایک فتے داری لی تھی جو پوری نہ ہو سکی۔ وہ پر معاش بالآخر ٹولوڈلا کے میریض کو اٹھا لے گئے۔"

تھوڑی دیر بعد ٹولوڈلا ہمچل پختہ گیا۔ بُرے سکون سے اس نے پردی روڈ اسٹینی ٹھی اور خاصا نظر آنے لگا۔

شہزادا ٹولوڈلا سے کہ وہ پولیس کے لوگ تھے۔ "شہزادا بولا۔"

اُس نہیں: "میوڑے نہیں کر کھا۔ اور پھر ٹولوڈلا کی طرف دیکھ کر بولا: "اگر وہ پولیس کے لوگ ہوتے تو ترک ڈرائیور کو یاد نہ کرو ہیں۔ یہوں ڈال جاتے؟"

"میری تو نہیں بھی کچھ رہا۔" شہزادا بولا۔

"نہیں یہی نہیں: ہمیں غلط فہمی بھی ہوتی ہے۔ میں اس ملک کے یہی ایک زبردست کارنا ماد انجام دیتے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کیا تم نے میخرا کو نہیں دیکھا اور کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ پیدائشی طور پر ایسے؟"

"نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اُسے اُمی سے میشن بنا دیا گیا ہے۔"

"بالکل، بالکل... اور یہی اُمی کی معراج ہے کہ وہ میشن بن جائے۔ ہر قسم کے ڈکھ دوئے آزاد۔"

شہزادا سامنے بنائے ہوئے اس مکر سے چل گئی اور ٹولوڈلا نے شہزادا کو گھوڑتے ہوئے سخت پیچتے کھما۔ اپنی بیٹی کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر دو۔

"وہ قابو ہی میں ہے لیکن حق پا توں کو نہیں جانتی۔ اُن کے ہارے میں پہنچا۔ قدرتی اہر ہے۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔ اب میں اس اُمی کو چیک کرنے جا رہا ہوں۔ جس نے ٹرک دیا۔ پہنچا جائے گا۔ کوئی بھی کچھ کھا جائے گا۔"

"شہزادے کا پاس ہے۔ میں ابھی لا لایا۔"

ٹھیک ہو: اس سے یہ بھی کہ دینا کہ اب اس کوٹھی کی طرف نہ جائے اور اب کچھ دونوں ہاتھ میں ٹھیک ہو گا۔

"پیلو، نام... تم نے بھی بک کرنی اطلاع نہیں دی۔

اپ کا تاقاب کسی نے بھی نہیں کیا، داکٹر... اور ہمارا تو بس ہماری ہی دونوں کاٹیاں ہیں۔"

"اصحی بات ہے۔ تو تم جھاڑیوں کے ہمراہ ہی ٹھہرنا اور میں اپنی گاڑی عمارت تک ملے جاؤں گا۔ وابسی کے سفر میں بھی تھمین دھیان رکھنا ہے۔"

بہت بہتر۔ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

ڈاکٹر ڈیوڈ نے تاریخی سوچ ان کر کے آسے ڈائش بورڈ کے خالنے میں ڈال دیا اور اپنی گاڑی عمارت کی ظرف لیتا چلا گیا۔ عین ٹرک کے پیچے روکی تھی۔ شاید انہیں کی اواز سن کر ٹرک ڈرائیور ناک کے ذریعے صلن سے آوازیں نکالنے لگا۔ ڈاکٹر ڈیوڈ چھلانگ مار کر ٹرک پر چڑھ گیا۔

اور پھر بھی، اسی اس نے ڈرائیور کے بندوں سے ٹیپ نکالا وہ چینے لگا۔ "مجھ پر سے خبری میں حمل ہجما تھا۔"

"کہاں اور کب؟" ڈائش پر آئیں گی پوچھا۔

"میں ٹرک سے کہاں پی۔ آپ کی گاڑی کھڑی دیکھی یعنی اس کے آگے بھی بندوں کے نشانات دیکھ کر مجھے شبہ ہوا۔ قریب سے دیکھا تو وہ، آپ کی گاڑی کے ٹارڈوں کے نشانات سے مختلف تھے اور تازہ معلوم ہوتے تھے۔ میں ان نشانات پر چلتا ہوا، ایک ٹو سیر گاڑی یعنی پہنچا جو غافل ہی تھی۔ میں اسے دیکھو، میں اسی رہا تھا کہ میری بے خبری میں کئی آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑتے اور باندھ کر جھاڑیوں میں ڈال دیا اور پھر ایک اپکشن لگایا جس کے بعد کا صحیح پروپریٹی نہیں۔"

"تو پھر اس ٹرک تک نیسے پہنچے؟"

"میں نے عرض کیا تاکہ اس کے بعد کا مجھے ہوش نہیں۔"

"گاڑی کا کار پریش نہر یاد ہے؟"

"مجھی بان، ٹھہریے! اونہاد کے نیے میرے باخت پر بھی تو کوئی لیے۔"

"اوہ، بان... کہہ کر ڈاکٹر ٹھکانا اور اس کے باخت پر کھوئے رہ گا۔ پھر دولا۔"

تھھری کے کرہے کو میں سمجھا تھا کہ تیرہ بیانات کا انتشار کیسے بخوبی اور سر جعل گے۔"

"جلایر کیونکہ مکن تھا، جناب،" ڈاکٹر ڈیوڈ پوچھا۔

وہ دونوں ٹرک سے اُتر کر برآمدے میں، اکھٹے ہوئے اور ٹرک ڈرائیور نے کہا۔ ان لوگوں میں سے ایک کی شکن میں دیکھ چکا تھا۔ جیب بے دوقوف بے وقوف سا آدمی لگا تھا۔

"اور تم نے ابھی کسی ٹو سیر کا بھی ذکر کیا تھا۔" ڈاکٹر ڈیوڈ پونک کر بولा۔

"جی بان، ٹو سیر یا بھی۔"

"تم شاید اس کے نمبر پر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"جی بان، وہ مجھ پر ایسی بھیب سے پھٹے میں نے نمبری ذہن نشین کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"یہ بہت اچھی عادت ہے۔" ڈاکٹر ڈیوڈ بھیب سے نوٹ بک اور قلم کا تال بھاڑا بولا۔ پھر اس نے ٹرک ڈرائیور کے بتائے ہوئے نمبر نوٹ کیلئے تھے اور پر تشریش اندر میں پچھا پوچھا رہا تھا۔

شہب کو دوسرا بار بکشی یا تو اس کی ناٹک پر پلا سڑتیوں تھا۔ وہ انھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں ہاتھ دیکھنے لگا۔ کرو ہی وہ نہیں تھا جس میں پہلی بار پہنچا۔ جلدی سے اُنھیں پھاڑا اور اس ناٹک کو جلدی جلدی اور پھر سے پھر ناٹک نہیں کیا۔ اس پر پہلے پلا سڑتیوں تھا پھر تھا دوسرا دھمکی تھی تو پورے سکتا تھا کہ وہ بستر سے اُتر کر میں میں در دلگانے کی کوشش کرتا۔

ناٹک بالکل شیک تھی۔ زکی بھگ در دعا اور زکوں کوئی بھکی سی بھی خراش لڑائی اپنی طرف سے مٹھنے پر جعل کے بعد اسے وہ حسن پہنچے یاد آیا تھا۔ جبکہ بھرپوری سی لے کر رہا گیا۔ پھر دو دواز سکن طرف بُرھا اور اسے کھونے کی کوشش کی یعنی ناکام رہا۔ درعاۓ بانہر سے مقفلن تھا۔

تھک کر کھلے بستہ سر اٹھا اور کہہ کر اسے کام تھا۔ میٹھے لگا اور اسے ہی میٹھوں پر نظر

میں اس مصیبت میں پڑ گیا تھا۔

”بُنِ اب اس قتنے کو بہیں ختم کر دو۔“ غرمان پوری بات سن کر بولا۔

”مُلِم... میں نہیں سمجھا۔“

”میر امداد ب پے کو تھیں اپنی کچانی بد فی پڑے گی۔“

”میں اب بھی نہیں...“

۱۔ چاہا شہر و بیتیں وہیں پہنچ کر تھیں سمجھاؤں گا۔ انتدار کرد۔ میں آرہاں۔

اس دران میں انکی چیزیں ضرورت ہوتے تو مہری کے تھیں کی پشت سے لگے ہوئے بزرگوں کو دیا۔ سبز پتیں بارگھا۔

”بہر حال تو اب میں یہ سمجھوں کہ آپ کی تھیں میں ہوں۔“

”پاٹکن ہاں بالکل۔“ دوسرا طرف سے کہا گیا اور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

شاہنہ رسیور رکھ دیا اور مزکر تکمیل کی پشت پر نظر ڈالی۔ کہنی رکھوں کے میں ایک

ہی قطاڑ میں موجود تھے۔ طیولی سانس لے کر وہ پاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

او جب پاتھ روم سے برآمد ہوا تو ایک بار پھر اس کی تھیں جیت سے بھیں

گئیں کیونکہ غرمان کرنے میں موجود تھا۔

”اب تو مجھے تھین کر لینا پڑے گا۔“ شاہد جلد پورا کے بغیر خاموش ہو گیا۔

”کر میں بھجوت ہوں۔“ غرمان شرات آمیر انداز میں مکمل رہا۔

”آخری سب کیا ہو رہا ہے؟“

”فی الحال یہ تباہ مشکل ہے۔ ویسے وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ تھاری ملاقات

کرنی پڑی سے ہوئے اور شاید دوسرا مقصد یہ تھا کہ ایک اور سمندری پیدا ہو جائے۔“

”مُلِم... میں نہیں سمجھا۔“

”وہ تم پر کسی قسم کا تحریر بھی کرنا چاہتے تھے۔“

”چھترے اُنے ادوں کا۔“ شاہد غصیلے لہجے میں بولا۔ ”مجھے علم ہو رہا ہے کہ وہ لوگ

کون ہیں۔“

”شاہد تھارا اشارہ شہزاد پر بھر ری کی طرف ہے۔“

”جیسا ہے۔“

پڑی۔ جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا اور رسیور اس کا کپٹن فیاض کے بزرگ دلیل کھنے لگا۔

اور پھر درسری طرف سے آواز آئی۔ ”میں افسوس ہے، جاگ اب ہم اس نمبر پر پہنچ کر کیاں کوں نہیں کر سکیں گے۔“

”کیوں؟“ شاہد ہتنا کر بولا۔ ”یہ کون سا ایک جھنجھنے ہے؟“

”ایک پیچنے پر اداشت میں۔“

”یہاں تو اس نام کا کوئی عسکری چینچ نہیں ہے... اور ہاں سنو! میں ایک پلیس آفیسر ہوں اور اپنے چیفت سے بالطف قائم کرنا چاہتا ہوں۔“

”اگر اسی ہے تو ہو لد آن کیجئے۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔ شاہد ہونٹ

سکوڑ کر چھت کی طرف دکھنے لگا۔

پھر خندی دی ریلڈ آسے جو فاٹ سنڈنی دی تھی، کچھ جانی ہو چکیں سی لگی اور

وہ بے افتخار جھنچ آٹھا۔ ”مُلِم صاحب!“

”آہستہ، آہستہ۔ درہ نلا کن ڈیہ ہو جائے گی۔“ دوسرا طرف سے آفانا آئی۔

”آپ کہاں سے بول سہے ہیں؟“

”گھر سے۔ یعنی تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اب کیا حال ہے، تھارا؟“ مانگ کی

کتنی بیان ٹوپی ہیں؟“

”ایک بھی نہیں۔ سب بکراں بھی۔ لیں... یعنی آپ کیا کیا جائیں؟“

”وہ تیمار دار تھیں اور ہی؟“

”ادھ... تو کیا میں وہاں نہیں ہوں؟“

”کیا تم وہاں اسی میلے رکھے گئے تھے کہ اپنی اصل حالت سے باخبر ہو سکو لیں

یہ تو بتاؤ کہ ان کے لئے کیسے چڑھتے تھے؟“

”پہلے آپ مجھے یہ بتا دیجئے کہ میں کہاں ہوں؟“

”آن لوگوں کے قبضے میں بہر حال نہیں ہو۔ ورنہ تھاری مانگ پر اب بھی پہاڑ

چڑھا ہوا ہوتا۔“

شاہد متوجه انداز میں پلکیں چھپ کاٹیں اور غرمان کو تبلے لگا کہ کس طرح

ایک موڑ سا میکل سوراں اس کا گال فرخ کر جھاں گا تھا اور وہ اس کے تعاقب کے کشہ اس

"اس طرح تو کوئی بے گناہ بھیں جائے گا۔"  
 "وہ فی الحال ایک ایسی بُلگے ہے، جس کا کوئی بھی دعویٰ دار نہیں ہے۔ جو  
 پاہے اس جگہ کو استعمال کر سکتا ہے۔"  
 "اب مجھے اس جگہ کے پارے میں جائے چہاں اس وقت موجود ہوں۔"  
 "اس کی نشاندہی تم زندگی بھر کر سکو گے۔"  
 "لکھن نہ کر سکن گا؟ آخر آپ مجھے بھیاں سے بجا ہیں گے تو۔"  
 "تم پر اتنی بے ہوشیاں پیلے بھی ہاری ہو گئی ہیں۔ ایک اور ہی۔"  
 "خدا کی پناہ! اب آپ بھی ہے ہوش کریں گے۔"  
 "اسی میں تھمارے سرزاں کی جعلاتی ہے۔"  
 "میری شادی ہی نہیں بھوٹ۔ سرزاں کھماں سے اپنکی؟"  
 "تم شاید ہیر و گینوں کے اشارا اور قبانی والی غمیں نہیں دیکھتے۔"  
 "میں ہر سے سے دیکھتا ہی نہیں ہوں۔"  
 "تجھی تو ایسی ہے وقوفی کی باش کر رہے ہو۔"  
 "خدا راجدی سے مجھے ٹھنڈنہ بنادیکتے۔ اب اُبھیں ہونے لگی ہے۔"  
 "شہلا چہرہ ری جب یہ دیکھے گی کہ تھے انچی کھانی میں اس کا یا اس کے باپ  
 کا نام نہیں یا تو وہ تم سے مختبہ کر سکے گی۔ اور اگر اس کے کسی کزن سے  
 تھماری مادر پیٹ نہ ہوئی تو نام سماج کے اعراضات کے باوجود بھی تھماری شادی  
 شہلا چہرہ ری سے ہو جائے گی۔ پس خاتم ہو کر تھماری سرزاں کی بہتری اسی میں  
 ہے کہ اپنی کھانی بدل دو۔ کہیں فیاض کے سُرسِت یہے ہو۔"  
 "خدا کی پناہ! ایسا کوئی بُرٹھا آئکے میری نذر سے نہیں گزرا۔"  
 "کیا مطلب؟"  
 "اب بھی خود کو میں پائیں برس کا لڑکا گیختا ہے۔"  
 "اور فیاض تو بھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ عران سر بلکہ بولا۔  
 "اچھا تو پھر مجھے ناشتے سے پہلے ہوش ہونا ہے یا ناشتے کے بعد؟"  
 "نا شست کے لئے زور دلگ کا ٹن دیا۔ وس منٹ کے اندر اندر ہی ناشتے کی

"وہ لوگ صرف تھماری دیکھ جھال کر رہے تھے۔ اس حرکت کے ذمے وار نہیں تھے۔  
 اپنیں ہی بتایا گیا تھا کہ تھماری ناگہ نُرٹ گئی ہے۔"  
 "آخر اس ڈھنگ کی کیا ضرورت تھی؟"  
 "مہارا تم جب چاپ پڑے بیٹھ فارم بُرٹے کی کوشش نہ کرو۔"  
 "تو پھر شبہ باز چپوری وغیرہ اس کے لیے جاذبہ بھی ہمیں ہو سکتے۔"  
 "نشش صرف یہ ہے اتنا ہم کرتے الہام اصل و اقتداء کا انہار کسی پر بھی نہ کرو۔"  
 "پہنچانے صاحبِ کوکیا جواب دول گا۔"  
 "میں نے کھانا کر کھانی بدل دو۔ وہی کہانی ہر لیک کوئی سکو گے۔"  
 "کھانی کیسے بدل دوں؟ سیری کچھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔"  
 "تو پھر میری بھی سے کام لو۔"  
 "تباہ نہیں، کیا کہنے ہے؟"  
 "تم کبھی کبھی خدا پنج قبیلوں سے پوشیدھوپس کی تھیلیاں خریدا کرتے ہو۔"  
 "آپ کی کچھ جانشی؟"  
 "شہر کے سامے ندیے پہنچ سے واقف ہوں۔ لباس اوقات سرراہ پہنچوپس  
 کھلتے ہوئے پائے گے ہو۔"  
 "میکن کی بعض عاداتیں زندگی بھر پھٹی رہتی ہیں۔ شاہد کہسا نہ ہو کر بللا۔  
 "پوراہ نہ کرو۔ ہاں تو تم نے سڑک کے کن رے کسی چلتے پھرستے خواجہ فروشن  
 سے ایک بقیلی خریدی اور دوچار چیزوں ہی کھائے ہوں گے کم پر گشی طاری برگئی۔  
 دوبارہ ہوش آیا تو کوئی کے قیدی تھے میکن تم ان لوگوں میں سے کسی بھی نشانہ ہی نہیں  
 کر سکو گے، جن سے قید کے دوڑاں میں تھمارا سالید پتہ رہا تھا... مطلب سمجھ رہے  
 ہوئا، میرا۔ یعنی ایک نقاپ پوش قید کے دوڑاں میں تھماری ضروریات پوری کرتا  
 رہتا اور پھر اچاہک آئیں آناد کر دیا گیا۔"  
 "اس سورت میں مجھے اس جگہ کی نشاندہی تو کرنی ہی پڑے گی۔ جہاں میں  
 قید تھا۔"  
 "اس کا انتظام بھی ہو گیا ہے۔ تجوڑی دیر بعد تھیں وہ جگد و کھادی جائیں۔"

ٹرائی آجائے گی۔

کہاں لا کر نہ کیا ہے، مجھے؟

چلو، دیلو، بن!

شہد نے فرآہی اس مشورے پر عمل کیا تھا۔ پھر دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ دروازہ ٹھلا اور ایک نقاب پوش ناشتہ کی ٹڑی دھکیتا ہوا اندر دخل ہوا۔

نن... نقاب پوش بھی۔ شاید اہم سے بڑھا۔

تم خاری کہانی میں تھوڑی سی حقیقت بھی شامل ہو جائے تو کیا ہر جس ہے۔  
شہد کچھ بول۔ رُولی پر پٹھونوں میں کی پیدت بھی نظر آئی اور وہ غیر شوری طور پر منجھا نے لگا۔ عالم کے ہنرمندوں پر غیب سی مسکراہٹ تھی۔

ناشترے کے بعد اچاہک شہد بھڑائی ہر قیمتی اداز میں بولا۔ "م... محمد پر... پھر بب... بیویو شی..."

جگہ پورا کے بغیرہ پستر پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

پتا نہیں کتنی درجت بے ہوش رہا تھا۔ آجھی کھلی تواس بار خود کو نگئے ذش پر پڑا پایا اور اس پاس کوئی کرکٹ کی ڈھیر ہیاں نظر آئیں۔ بوکھلا کر اٹھ میٹھا۔ اس پار ذہنی سکنندی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ میں ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اچھی بھلی نیند کا سلسہ اچھا کہ لٹٹ گیا ہو۔

شکستہ حال کرو تھا، جس کا دروازہ کھلنا ہی ہوا تھا۔ جس کے سامنے اس کی موڑ سا سیکل بھی موجود تھی۔ جلدی سے باہر نکلا اور گرد و پیش میں نظر دوڑاتے ہی بھگج گیا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

نیشنل ہائی وے کے ساتھیں ہیل پری ویران فارم واقع تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کس کی ملکیت ہے۔ اپنے کپڑوں سے گرد جاتا ہوا اٹھا اور موڑ سا سیکل کی طرف پڑھا اور اسی وقت اسے شہلا چوہدری کا ہمراہ ساپھر یاد کیا۔ آخر یہ سب کیا تھا؟ اسی نجیں کے عالم میں اس نے کاری اسارت کی اور رہا۔  
سے روانہ ہے۔

ڈاکٹر فریل تھرالوں نکلوں سے ڈیوڈ کر گھوٹے جا رہی تھی اور ڈیوڈ میخود تھا۔ ڈاکٹر فریل کے مقابل وہ ایسا ہی نظر آتا تھا جیسے کسی پہاڑ کے دامن میں کوئی بھر زدہ بکری اداس اور تہبا کھڑی ہو۔ ڈاکٹر فریل ایک نیم تیس سو روپیہ تھی اور بخوبی مہابت سے اداز میں بھی گفتگو کی کیفیت پائی جاتی تھی اور آنکھیں توہانی کا خزانہ معلوم ہوتی تھیں۔

"تم احمد ہو۔ دفعتہ وہ ڈیوڈ کی طرف پاتا تھا۔ ٹھاکر دھاڑی اور ڈیوڈ صرف پہلو بول کر رہ گیا۔ ڈاکٹر فریل اکبری تھی۔ ہر کام کا ذمہ کے کر خود ہی اسے نہ لئے کی کوشش کرتے ہو اور بالآخر وہ بچکڑا جاتا ہے۔"

"م... میں... پچھے تہبا بول، ٹھاکر! " وہ مردہ کی اداز میں بولا۔ "انکھر شاپر کو اٹھاے جانے والے پولیس میں متعاقن نہیں معلوم ہوتے۔"  
کس شاپر کوہر ہے ہو؟"

"اگر وہ پولیس والے ہم تے تو اب تک شہباز سپر بدھی کا گھرنا دشواری میں پڑھ کر رہتا۔"

"اگر مصلحتی انہوں نے خاکوشی اختیار کی ہو تو...؟"  
"ارسے نہیں... ڈیوڈ زیر کسی مہنس کر بولا۔ یہماری پولیس اتنی چلاک نہیں ہے۔ میں اچھی طرح جاتا ہوں۔"

"بھروسہ ہی بے وقوفی کی باتیں۔" ڈاکٹر فریل آنکھیں بھال کر بولی۔ "ہم نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ وہ ستارا کو دھرنا کی طرف زمرت متوجہ ہو جائیں بلکہ اسے ہمچنان بھی لیں۔ تھاری حماقت کی وجہ سے انہیں اس کا احساس بھی ہو گیا کس اور نے ان کی لجمیں دل کر لئے کی کوشش کی ہے۔ تو کیا بھر انہیں اس نامعلوم پارٹی کی تلاش نہ ہوگی۔"

"مکمل ہے۔" ٹھلے ٹھاری، سرلا۔" مکمل اس اہم اہنس سے۔"

"خواب سنت دیکھو۔ وہ نہ پرستا تھے مار کر دھڑاڑی۔

"میں خواب نہیں دیکھتا۔ ایک بجھے معاشرے کی تہہ کو بچتے ہی بُوں۔"

"وہ بھی کوئی خوب ہی ہوگا۔" فیکر فریل بے زادی سے بولی۔

"نہیں، ڈاکٹر۔ یہاں ایک بیک میلر ایسا بھی ہے جو اپنا مطالب پورا نہ لکھتے

پر پولیس اتفاق مرین جاتا ہے۔ میں تحقیقات کو پکا بول، اس کے بارے میں۔ وہ

تو سیر رحائی، جس کا تذکرہ ٹرک ڈائیور نے کیا تھا، اسی بیک میلر کی ثابت ہوئی ہے۔"

"کون ہے؟"

"علی عمران نام ہے۔ سی آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل کالاڑا کا ہے۔ اس کی بے را روی

کی پناپر ڈائریکٹر جنرل نے اُسے گھرستہ نکال دیا ہے۔ وہ لوگوں کی لہو میں رہتا ہے۔

اُن کی تکریروں معلوم کر کے اُنہیں بیک میل کرتا ہے۔ اگر وہ بیک میل ہوئے

سے انکار کر دیتے ہیں تو پولیس کو مطلع کر دیتا ہے۔"

"کیا اس نے اپنا کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے؟"

"ابھی نہیں... میکن مجھے لیقین ہے کہ جلد ہی پیش کر دے گا۔"

"میکن کیا وہ آفسر غلام روشن رہے گا جسے تم نے روک رکھا تھا؟"

"اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ میکن، راہبر! وہ باختہ اُٹھا کر

پکو سوچنے لگا پھر بولا۔ وہ بے ہوش رہا ہو گا، اس وقت، جب اسے اُس عمارت

سے پہنچا گی۔ ہو گا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"اس آفسر کو اس کا مطلب نہیں تھا کہ وہ کہاں اور کن لوگوں کی خوبی میں ہے۔

مہذا ہوش میں آئے کے بعد، اس عمارت کی فشاذتی نہیں کر سکتا۔ اگر اسے پلنے

ہارے میں پکو ہی اندازہ ہو سکا ہے تو اب تک پورے علاقے میں ٹھیک پر جاتا۔

پکو ہبھی ہو، تھارے دلائی مجھے مطمئن نہیں کر رہے۔ تم نے اس آفسر کو

اُٹھانے کا فیصلہ خود ہی کیا تھا۔ تھیں اس کی برا بیت نہیں دی گئی تھی۔"

"یہ میں نے اس لیے کیا تھا کہ اسی آئی دے سٹنگز کو بلد از جلد اپنی

"لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔"

"اُسی پر تو مجھے حریت ہے۔ ڈیڑھنے پر تشویش بیجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ صرف اس کی بخان کر رہے ہیں۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"بیو قوفی کی باتیں نہ کرو۔ میں بھی کسی کو جواب دہ ہوں۔"

ڈیڑھنے کو ہوا اور وہ اُسے گھوڑی رہی پھر بول۔ "اصل کام تم نہ کر سکے۔"

"اُچ شاید کبھی ہو سکے کیونکہ وہ اپنے ماتحت کے معاملے میں اُنہوں نیکو ہو گا۔"

"کیا مطلب؟"

"کیسیں قیاس کام اتحت تھا، وہ آفسر جسے میں نے اٹھوایا تھا۔"

"غدای پشاہ، وہ پرچڑ کر بول۔ کہیں تھمارا دامع تو نہیں اُٹھ گیا۔"

"اُلیٰ دیوی اُچ نہیں کہلا تھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیسیں فیاض ہی کا

اسٹنٹ ہے۔ تو بعد میں معلوم ہوا تھا۔"

"دیکھو... وہ اُٹھا کر بولی۔ اگر کیس بھجو گی تو ہم سب نہ ہو جائیں گے۔"

کہیں نہیں بھجو گا، ڈاکٹر جنرل میٹن رہو اور بے نکر رہو۔ پیشی فیاض کی

بیوی تھارے کلینک میں فرور داخل ہوگی۔ فی الحال میں، عمران کو پشاہ گا۔"

"پھر وارنگ دے رہی ہوں کہ احتیاط اسے۔"

"اُسے سب تھیک ہے۔ ڈیڑھنے لای رہا تھا سے کہا۔

بھی سکتا ہوں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تھاری اس فلمی کی املاع چیف کو دوں یا نہ

دوں..."

"کیا ضرورت ہے؟ ڈیڑھنے پر اس اُٹھنا بن کر کوچھ۔

"وہ ایسے کارکنوں کو قفلی میں دیکھنا پسند نہیں۔ اُترتا جو کسی جگہ کی پولیس کی نظر

میں آجائیں۔"

"بیس تو پھر اسے املاع نہ دو دے میرے ہی تو سطھ سے تھاری زندگی بھین خڑے

تھی۔"

میں پڑ جائے گی۔

اور اگر اسے اپنے طور پر اس کا علم ہو گی تو... ڈیکٹر فریل آنکھیں نکال

کر دیں۔

میں اس کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔ ڈیکٹر نے بیزاری سے کہا۔

اس صورت میں ہمارا انجم عجرا تک ہو گا۔

اپنے طور پر اسے کیونکر علم ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہم خود ہی اس کی معلومات

کا در لیتے ہیں۔

اس وہم میں نہ رہنا۔ کچھ ایسی بھی ہوں گے، جو ہماری انگلی کو رسے بونے گے۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چیف کو اپنے کارکنوں پر اعتماد نہیں ہے۔

وہ کچھ دیوبندی۔ دفعہ بہت زیادہ نکر منظر کرنے کی بھتی۔

ڈیکٹر نے چھوڑ دیا۔ اگر وہ قابویں آجائے تو چھوکر اس نظر کا ازالہ پڑ گیا۔

اچھا اب جاؤ اور مجھے سوچتے دو۔ ڈیکٹر فریل باختہ اٹھا کر بولی۔

ڈیکٹر اس کمرے سے نکل آیا۔ یہ ایک بہت بڑی غمارتی تھی۔ اسی کے ایک

حصے میں ڈیکٹر فریل کا لینک بھی تھا، جہاں وہ اولاد گورنمنٹ کا عضلاج کیا

کرتی تھی۔

غمran کے اس فون کی گفتگی بھی جو اسی کے نام پر جائز تھا۔ صدقہ کی کال بھتی۔

میلو: کیا چھرہ ہے؟ اس نے ریسیور اٹھا کر ماڈم چھپیں میں کہا۔

رجسٹرشن آفس سے اسی سے اپ کی ٹوئیٹر کے بارے میں معلومات حاصل

کی ہیں۔ دوسروی طرف سے کہا گیا۔

کس نے...؟

یہ تھیں معلوم ہو سکا۔

ظاہر ہے کہ کسی نے کی ہوں گی۔

”سچھ میں نہیں آتا کہ آپ سے ایسی غلطی کیونکر سرزد ہوئی۔ میک ڈرائیور کو دیں نہ چھوڑ آنا چاہیے تھا۔“

”وہ غلطی نہیں تھی۔ دیدہ دو انتہا اسے وہاں چھوڑا تھا۔ میں تھیں شہزادہ پر چپر دیوبندی کے بارے میں بتا چکا ہوں۔“

”بہرحال مجھے یقین ہے کہ آپ بھی ان کی نظر میں آگئے ہیں۔“

”دیکھا جائے گا۔“ گمراہ نے کہا۔ مجھے یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ شہزادہ چپر دیوبندی ان معاملات میں اس حد تک ملوث ہے۔“

”اب میرے لیے کیا حکم ہے؟“

”پرستور ڈاکٹر ڈیکٹر پر فنظر کھو... اور ہاں شاہد کی خبر ہے؟“

”آئیں آئیں آئیں وا لوں کے رشتے میں ہیں۔“

”خیر، تم ڈیکٹر کی نگرانی چاری رکھو۔“ گمراہ نے کہا اور ریسیور ریکریٹر پر کھدیدا۔ وہ میرز کا پاس سے سہا بھی نہیں تھا کہ کھنڈی پھر بھی۔ ریسیور اٹھا لیا۔ اس بار کو اڑ پھپٹ نئے میں اسے دشواری ہوئی تھی۔

”کیا بھوک گئے، میں شبی بول دیا ہوں۔“

”اوہ!“ گمراہ ہائی بال تھے سر سہل تاہمہ بولا۔ ”فرماتے؟“

”تم تو اس طرح غائب ہوئے جیسے...“

”جی ہاں، جیسے...“

”تبیہہ برداشت ذکر کو گئے۔“

”جی ہاں، سینگھ نہیں ہیں ہیرے۔ اب فرمائے؟“

”قریع کی کاربی؟“

”ت... قریع...“ گمراہ نے دیدے نچاٹے۔

”ہاں، سُتّا ہے، ریالٹی میں آج کل بڑے غصب کا گلور شو ہو رہا ہے۔“

”خواہ مخواہ گمراہ کے دات مکمل پڑے اور اس نے ہائی اسکھ بھی دیا تی اور اہم تر گے۔“

"تو کیا ہوا؟... ارے میاں رعن دیکھیں گے کوئی رقاصر کی گود میں تو بیٹھنا نہیں سے۔"

"پاکل... پاکل... علزان سر بلکر بولنا۔ تو پھر کب حاضر ہو جاؤں؟"

"اُسکے پر تو ابھی آجاو۔ بہت بور ہو ہے بارہوں۔" "بس، آما۔" علزان نے کھا اور دوسرو طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی رسیور لفڑا ہوا پڑے۔ ارے وہ، پڑے میاں۔"

خوری دی رہنک کچھ سوچتے ہے کہ بعد میبوسات کی ایک الماری کھول کر روانا جی کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور پھر دب فیڈست سے مکن رہا تھا تو مکن کی نظر اس پر پڑ گئی اور اس نے ایک زور دار تھقہ لگایا کیونکہ علزان سرسے پیر ہجت عرب علوی ہو رہا تھا۔ غنوں تک بلے کرتے اور سر پر عقال و مندل سے آراستہ ہو کر نیاض کے سرسری چالی صاحب کے پاس جا رہا تھا۔

"کی کسی تینی خانے کا افتتاح کرئے جائے ہیں، صاحب؟" اس نے بدقت پہنچی پر قابو پا کر پوچھا۔

"نہیں، ایک دوست کی بیوی کو تینم کرنے جا ہا ہوں۔ چل اپنا کام کر۔"

باہر بچکا توڑہ سیوں کی مسکراہٹوں سے بھی دبھار ہندا پڑا لیکن وہ نکلا جلا گیا۔ ایک نیکی رکوائی اور سیکسی سے اس جگہ پہنچی جہاں گیرا جائیں اس کے مکنے کی کمی کھا یا جائیں نہری رہتی تھیں۔ سیاہ زنگ کی ایک مریضہ نیکال اور فیاض کے بنکھلی طرف روانہ ہو گیا۔

فیاض مرج نہیں تھا۔ اس کی بیوی سے برآمدے ہی میں ملاقاتات بوجگی... پہلے تو شاید وہ اسے بچھاں ہی نہیں تھی پھر ہرچنان کرے ساختہ بھس پڑی۔

اور علزان نے برا اسامتہ نبا کر کھا۔ اس میں بہت کی کیا بات ہے؟ سوش بڑت دا لوں پر پہنچی نہیں آئی۔ وہ کب اپنالباس ہے؟"

"سوال تو کے کغزی خانے کے اس لباس میں کیوں فواز اگلی بے؟"

"اور نہیں تو کیا ہم خانے کو فواز لوں گا؟"

"آپ کے والد صاحب سے ملتے آیا ہوں۔  
کیا مطلب...؟"

"ہم دونوں کو کیسیں جانا ہے۔  
بڑھنے نہیں۔ ان پر تو گرم ہی فرمائیے۔"

"آواز دوں کہ آپ کی صاحبزادی چمارےے درمیان حائل ہو رہی تھی۔  
آخر بات کیا ہے؟ وہ جھنجلا کر گوئی۔"

"میں کیوں پتاوں بات اُنہیں مطلع کر دیجئے کہ خادم حاضر ہے۔  
یہ نہیں ہو سکتا۔"

مگھٹ گھٹ کر رجائیں گے۔ اگر آپ نے اسی کوئی پانبدی لگائی۔  
وہ کچھ بکھرے ہی وائی میکی کے شبی صاحب خود ہی وارد ہو گئے۔ پس تو علزان  
کو انہیں چاہرچاڑ کر دیکھا پھر ہوئے۔ اسے یہ کیا ہے؟"

"جہاں کیا ہے؟" علزان پرستوں کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔  
میں نے کہا۔ یہ کیا ہمیہ بنا رکھا ہے۔"

دیکھئے، جاپ! میں اس معاملے میں بہت سرثی منسل ہوں۔ میں نے  
تو آپ سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا۔"

"مجھ سے کیا سوال کر دے گے؟"  
یہی کہ آپ نے خواتین کے غزارے کے کچھے کی بُشُرٰت کیوں ہے؟ کوئی ہے؟

فیاض کی بیوی دوام سے بچاں کھڑی ہوئی۔ ابھی طرح جاتی تھی کہ علزان کتنا من  
پڑت دلت ہو رہے۔ تاہمیں یہ منتگھوں خدیک جاتی۔ لبذا اس نے متس سب سیچا جائے۔  
ہو گا کہ دیاں سے چلی ہی جائے۔

علزان نے شی کی طرف دیکھ کر بیان کیا تھا دبائی اور مسکرا یا بی۔!  
گاڑی دے ہوئے۔ اشیل نے پوچھا۔

"مریضہ نہ... اس لباس کے شایان شان!  
آخر سس کی احرارت تھی۔"

غادر جان کی بکری تھی جسے وہ بیار سے مر جیں کہتی تھیں؟  
۱۰۔ تو ماں تھی لھاڑ مارنے والوں نے جھا پلے مولوں کی طرف پلے دے لیک پہنچا۔  
خود بھی سی دیر میں اس نے تمہارے بارے میں اندازہ لگایا تھا!  
کس کا ذکر ہے؟  
ڈاکٹر ڈیوڈ کا۔ کبھر راکھا تم کسی نفسیاتی سرمن میں مبتلا ہو۔ اگر یہ تمہرے درمود جا شے  
تو شاندار پرستی کی ملک آئے گی۔  
لیکن یہ تمہرے دمکتے کیسے ہو اسلام نے فردگاں لے جیں پورے جھا۔  
بہت آسانی سے دوڑ ہو سکتے ہے۔ ڈاکٹر ڈیوڈ نفسیاتی اسرائیل کا ماہر ہے اور وہ  
تمہارے لیے وقت کا لطف پر آمادہ ہی ہے۔  
واقعیہ عمران شے ہد نوش ہو کر پوچھا۔  
ماں بھی۔ وہ الگہزادہ تھے۔  
تب تو یہی شادی بھی ہو سکگی؛ اس نے بچکا نہ مشترک کا خہار کیا۔  
بس تو پسے اور ہر ہی محل چلو۔ بعد میں اُسے بھی اپنی قفسریع میں شرک کر لیں گے۔  
غاصازندہ دل اُری ہے؟  
ضور، ضور۔ اگلے پڑھاے سے گلڑی مژا لوں گا۔  
تو تمہیں بھی کسی لوک کی لفڑی نہیں دی۔  
نہیں جتنا۔ ایسے یہ مذکور ہے اور تھیں ہیں۔  
حالاً لکھ مخالصہ دلکش ہو۔ اگر میں جوان میں ایسا ہوتا تو سارے شہر کی لوکیاں پرے  
چھپے دل دپتیں۔  
پھر کپکایا جو شہر ہوتا؟ عمران نے بڑی مقصودیت سے پوچھا اور شبی خاموشی سے  
اُسے گھوڑتے گا۔  
کچھ دیر بعد عمران نے کہا: میرے چھپے بھی دوڑق لکیاں لیکن ننگے پاؤں۔  
تلکیں پاؤں کیوں نہ  
چیلپیں باخصل میں ہوئی ہیں۔

۹۴  
کب کھے نہیں؟ عمار گاڑی کی طرف پڑھتا ہو اپلا تینر بھی سمجھا دل گا۔  
اوہ پھر جب مرشد بنے بلکے کے کپا ڈنڈ نے سکل رہی تو اس نے کہا: رقاہا میں مجھے کونی  
مربٹ شیخ کر جا رہی ہیں کہ اس پاں منڈل اتاقی رہیں گی۔ نہیں سمجھے۔  
۱۰۔ بہت بھرے ہو گئے جو تمہارے بھلی نے تقدیر کا کر کہا۔ توگ پر نی خواہ تمہیں پر گوف  
مجھے ہے؟  
کون سمجھتا ہے؟ عمران نے غصیل بھجیں کہا: ذرا نام تو رتا ہے؟ سے بھی دیکھوں گا۔  
جھک ارتے ہیں تمہارے پھر مٹا ذکر کو۔  
جی بہت اچھا۔ عمران نے سعادت مندانہ زیمیں کہا۔  
اور ہم تمہارے تفریح کا ذکر فریض سے نہیں کرو گے۔  
سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔  
بڑھا پاہی تاپر رکھ دیش کے لیے نہیں ہوتا۔  
برھا پاہی تو چھوٹی صرف بیرونی کی آئیں ہیں! عمران نے کہا۔  
زندگی صرف زندگی ہے کہ ہمیں پیدا ہونا پڑتا ہے؛ عمران نے کہا: بس پیدا ہوئے نہیں کہ  
اوہ ماں قیسم ہوئے گے۔ کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ پشت سے مچک پیں۔ بھیں سے پہے  
پلاٹے گے۔  
اب اسی ایک نکتے کو روکیتے چلے جاؤ گے! بھیں نے جھنگلا کر کہا۔  
پھر جیسا اپر فریاسیں۔  
عین کی یادیوں کی تین کوہ سمجھنی کو باکر وہن سے کہیں سا بقدر ہو۔  
ارے ماں وہ کیا یاک... تین چکر عجیب سی لگتی تھی؟  
کون تھی! اس بھلی نے ہبک کر پوچھا۔  
مرجن ہی، ام حاصل چھپے، یکھ کر رنی ترالے لگتی تھی۔  
وئی ترالے لگتی تھی۔ اس بھلی نے ہیرت سے پوچھا۔  
پرے غذا کی سیگلوں والی تھی۔  
کاکب رسے ہو... ۹۴

می پیدا کر سے ہوا نی:

محبت شروع کرتا ہوں، میکن چاہاں کرنی د کوئی بیوقوفی سزد ہو جاتی ہے، بٹلا پچھلے سال ایک تارک سے ملاقات ہوئی۔ دوسرا ہے دن سے محبت کرنے لگی تیرسے دن اپنی می می سے طولیا درج تھے دن میں اسکی ماں کو پہنچ کر کھانے لے گیا!

اسکی می کو کیوں!

وہ مجھے اس سے بھی زیادہ اچھی لگتی تھیں۔ بات بات پر میا بیٹا کہتی رہتی تھیں۔ لیکن اپنی شکایت تک کبھی کوئی نہیں پچھر کھانے نہیں لے جاتا۔ اپنی میں دوزان پانی سے عرف اپنی پچھر کھانے لے جاتا۔ اور اپنے اس لڑکی نے پندرہ بیس دن بعد مجھے بے خاشر گایاں دی اور گھر سے بکال دیا۔

آخری جھلے پر عران کا بھر بے حد درناک ہو گیا اور شبی نے اس کا شانہ پچک رکھتا۔ بالکل پر عران کو رسٹ ٹھیک ہو جائے گا:

عگڑی اب مومن ہاون کی طرف جا رہی تھی۔

ڈاکڑ دیوڈ کو اپ کے سے جانتے ہیں۔ عمان نے پوچھا۔

تقریباً میں اس سال سے۔

کیا ہمیشہ سے ہیں رہا ہے۔

نہیں... امریکی میں تھا۔ ابھی حال ہی میں واپس آیا ہے۔

اور داکڑ موریل۔

اس کے بارے میں اس کے علاوہ اوکھے نہیں جانتا کہ ڈیوڈ کی درست ہے۔

کیا نیوڈیجی اپ ہی کی طرح زندہ دل اور ٹھین مڑاٹ ہے۔

فرہوتا تو اسے بھی ساخت لیں کل تحریر کیوں پیش کرنا۔ اس سے تفصیلی ملاقات

تمہیں نہیں کر سکیں:

مکپن قیاض سے بھی اس کی ملاقات ہو چکی ہے۔

ہوئی تھی یونہی مردوں میں ایک بارہ فیاض یا رہنمائی قسم کے ادمی ہیں۔ پتا نہیں تھا

زندہ دل کو ہی کیسے بخوبی۔

تو اس ان پر شن کا انتظام اپ بی کے فتحے ہے۔

اور کیا...؟

بھی اچھی بات ہوگی۔ اگر اسی ہو جائے؟  
مولاناون میں پوچھ کر شبی کی رہنمائی میں اس کو کہیں بسائی ہوئی جہاں دا اکثر  
مدیں اور ڈیوڈ کا قیام تھا۔ ایک ٹیکرہ کو سقدر کی گاڑی بھی کھڑی ہوئی دکھائی دی جس کا  
مطلوب ہے تاکہ ڈیوڈ اس وقت کو کہی ہی میں موجود ہے۔ عران سے گھڑی دیکھی۔ رات  
کے سارے اٹھ بھجے تھے۔ وسط نہ کارا ماز تھا! اکی قدر تک بچھی تھی۔

گھڑی کی پہنچ پر پوچھ توجہ کر رہتے ہیں کھڑکی سے سرخال کر پوچھا کر رہے؟  
کیا ڈیوڈ صاحب موجود ہیں؟ شبی نے پوچھا۔  
موجود ہے ساب۔

پھر کھول دو۔ میں شبی ہوں۔

اچھا۔ اچھا بھی ساب۔ اکھر کوچ کیدار پھر کھو رہے تھا۔  
گھڑی روشن سے گزرتی ہوئی پورچہ بکھا۔ اپنے چاہک سے یہاں تک خاصاً اصل تھا۔  
پورٹ من تیرز رکھنی تھی۔

چلو اتر۔ کسی تھافت کی مذمت نہیں۔ رہائش تھے میں صرف دبی دونوں ہوتے ہیں  
بلدا اسی ایسے ملازم کا انتظار تھا۔ کنپا پہنچے گاہ بزم جار سے کارڈ انہیں پوچھا تھا۔ ڈاکٹر  
فرولی کو دیکھتا۔ ایسی ٹیکم عورت شامی کی تھی۔ نظر سے گزرتی ہو۔  
عران گاڑی سے اتر کر چاہوں طرف دیکھنے لگا۔ فھٹا پر بجیب ساستاٹا طاری تھا۔

اس نے سر کو جوش دے کر شبی کی طرف دیکھا۔  
کیا ہو چکھے؟  
کچھ بھی نہیں۔

تو پلٹو۔ اسے شبی امداد کی طرف اشار کیا۔  
وہ ہر کہ میں پوچھ ادھری تھے کال کا ہن دلتے ہوئے کہا: اب  
ڈیوڈ نہیں افریلی اکر دروازہ ٹھوکیں گے۔  
عران کی پیشانی پر شنسی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں اس طرف بیاں کراؤں نے  
غلظی تو نہیں کی۔ باقی کو روئی شامی تھی۔ یعنی جو لوگیں اسی تھا کہ ڈیوڈ اس کی کارٹناری سے

دافتہ پر چکا ہے اور ایسا رُس ڈراموڈ کے قوس سے تھا جو گاہس کے ذہن میں اس کی تو سیڑی کے نام بخوض وقارہ لگتے ہوں گے!۔  
لکھا بات ہے! شبکی نے پھر کال بیل کا بن دبایے جو شے کیا۔ بھی یہ کوئی بھی نہیں آیا!

عمران پھر نہ بولا۔ اس کی نظر دروازے کے مینڈل پر تھی۔ اور فتحہ اس نے شبکی سے پوچھا۔ کیا آپ نے اسے پلے سے ٹکے کر دیا تھا کہ آپ اس سے ہیں۔  
”نہیں یا ان مجھے یعنی حق کروہ اس دقت میں ملے گا۔ زیادہ تراپنے کام بکام رکھتا ہے اور اپنے چور کیارے مجھی بتایا ہے کہ وہ دونوں اندر ہی موجود ہیں۔“  
”اچھا۔ اگر انہوں سے کوئی جواب نہ ملا تو آپ کیا کریں گے؟“ عمار نے پوچھا۔  
”میں دروازہ کھولوں کر اندر جائے گا۔“ شبکی نے اڑا کر کہا۔ میرے ڈیوڑے سے ایسی تعلقات ہیں؟

”اچھی بات ہے تو پھر ٹھیک۔“ اگر دروازہ سے مُغلیل نہ ہو۔“

”اونا ہاں... مرا شیال ہے کہ وہ باہت رومنی ہے جو گا اور قوریل اپنے کلینک کی طرف نکلی ہو گی۔ کہتے ہوئے شبکی نے دروازے کا مینڈل لگایا اور دروازہ تھکھا چلا گیا۔ پھر وہ اندر دخل پڑا۔“  
ہٹا پھر عمران سے بچا۔ آف۔ آف۔ چلے گو۔

وہ ایک طوبیں راہباری میں تھے۔ ایک دروازے پر گل کر شبکی نے کام بھی ڈیوڑ کا کوفہ تھا۔  
پھر اس نے دروازے پر ٹھیک سی رستک دی لیکن اندر سے کوئی ہوا رہا۔

”میرا خالی ہے کہ کیا جی؟ آپ کوئے تکانی کا خدا کو کنایا پڑے گا؟“ عمار آہستہ سے بولا۔  
”میں نے اس باشتمانی کا بھولیا۔ میں یہی الجھن کے کاہر میکھے۔ شاید اس دروازے کا مینڈل لگتا ہوئے چھکا چھی رہا۔“ عمار نے اسے بانیں جاتے بنتے کا شارہ کرتے ہوئے مینڈل لگا کر بھیتی کے ساتھ دروازہ کھول دیا۔ میں اس سے یہی دہان کے محلہ کی لوگوں تباہی نہ ہوئی اور پھر جب وہ دونوں دروازوں کے مقابل ہوئے تو شبکی کا حلقے چھی چھی سکی پچھے جھلکی گئی کیونکہ ساٹھ میں فرش پر ڈاکٹر یوڈ کے سرادر وہ راگ اگل پرے ہوئے تھے۔  
”یہ... یہ... کہا ہے...“ وضوہ عمران کو چھپا ہو کر بولتا۔

”کسی نے اگر قریوڈ کو ہدیہ سے حرب دیا ہے تو عمران نے بُرے الہیان سے جواب دیا۔“  
”تھے۔ تم دندے میں ہوڑا شیلی نے جھنجھلا کر کیا اور بے تحریر تھل۔ بیکل... پولیس... پولیس... پیچھے گلا۔“  
”میکوں پور کر کے ہیں؟“ خاموش سیئے۔ میدھے نہ بڑا چلے گئے جو ترکیب پڑتے  
اس راحت میں ہی۔  
”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ ایک کوئی قتل ہو رہا ہے۔ لاش تباہ سے سامنے  
پڑی ہوئی ہے اور تم اس طریقہ کی تائیں کر رہے ہو۔“  
”جو لاش تباہ کرنے ہے اس سے تباہی ہو جاؤ آہوں...!“  
”ارے وہ تمہارا علاج کی کتنا چاہتا تھا؟“  
”یہی اس کی سب سے بڑی غصہ تھی۔“ عمران نے تھنڈی سی ساش کے کریا۔ اب  
یہی دیکھنا چاہیے کہ ڈاکٹر میں کامیاب تباہ ہوا۔  
”کوئی مدد و دست حق۔ بیت اچھا دوست؟“  
”ہے۔ پر یہی کہیں تماں اس پاس ہی نہ موجہ ہو جاؤ۔“  
”میں پوکیا کر کر اونڈ دیتا ہوں۔“  
”فی الحال خود کو قابو بولوں رکھے اور میں تھری ہے میں ذرا کوئی سکن جانا چاہتا ہوں۔“  
”اوہ۔ تو مجھے یہاں تباہ چھوڑ جائیں گے کاراڑہ ہے۔“  
”نہیں گا۔“  
”تو پھر کوئی کی کیوں جانا چاہتا ہے۔“  
”میں نے کر کے کاراڑہ بند کر دیا اور پھر انداز میں بولتا۔“  
”اچھی بات ہے۔ آپ بھی ملے۔“ میں کیوں نہ پہلے ہم اس سکھ کی طرف چلیں جہاں  
ڈاکٹر فریل کا کلینک ہے۔“  
”میں یہی کہاں ہوں فریڈ پولیس کو اولاد سے دو۔“  
”میں یہی کہنے جا رہا تھا۔ اسی عمارت کافر ان استعمال نہیں کہا چاہتا؟“ عمران نے  
دروازے کے بینڈل کو روپاں سھمات کرتے ہوئے گئے۔

کہا۔ بہت پسینہ آمد ہے! ردمال سے میرے پاس اشیائی نے ناگواری سے کہا اور جیب سے دعاں کمال  
کا پتاچہ چڑھ کرنے لگا۔  
مکا فیاض کو فون کیا ہے؟ شبیل نے پوچھا۔  
فیاض کو کیوں کرتا۔ علاقے کے تھانے میں اطلاع دی ہے! اب چیزیں کلینک ک ک

طرف اُن  
لیکاروں اور ہر جا کر۔

”اُنکر فوریں کو سر تقلیل کی اطلاع نہ دیں گے؟“

”تمہارا دیہ میری تھجھے سے باہر ہے! وہ یہ آمد سے سے اُنہاں ہذا بولا اور عمران نے  
نہ کہا۔“ یہ عمارت آپ کی دیکھی بجا ہے۔ درد آپ کو زحمت نہ دیتا۔

لکینک میں پورچہ اُر شبلی اُسے سیدھا اُنکر فوریں کے کمرے کے طرف بیٹھا چلا گیا۔

یہ اس وقت لکینک میں بھی سنا تھا۔ صرف ایک نہ سس اور کہاں قندک کے علاوہ

اور کوئی نہیں دیکھا تھا۔ اُنکر فوریں انہیں دیکھتے ہیں کہیں سے اُنھیں۔

ہیلو۔ سر شبلی! اُس نئے صاحب خواں کے لیے اُنھوں نے بھاتے ہوئے کہا۔ سماحت

ہی وہ عمران کو لکھیوں سے دیکھے جائی تھی۔ غالباً اس کے غیبی ہی نے اُنھیں خصوصی

توحہ دیش پر بجود رکھ دیا تھا۔

کیا آپ اتنی بیٹھی کوئے آئے ہیں؟ فوریں نے شبیل سے پوچھا۔

”نہیں۔ اُنکن ڈیلوڑ... اُن شبیل کی آواز بھرا گئی۔“

”اُنکر ڈیلوڑ آدم کر سہے ہیں۔ کیا انہیں آپ کی آمد سے مطلع کر دیا جائے؟“

عمران کی نظر فوریں کے چہرے پر بھتی۔

”میں ڈیلوڑ کے کمرے سے اُنہاں ہیں وہاں اس کی لاشن پر ہی ہوئی ہے۔“

سر دھڑکے الگ کر دیا گئے۔

”نہیں۔ اُن فوریں ای نہ کہیں خوف سے چھپل گئیں۔“

”یقین کیجئے اُنہم دیکھ کر رہے ہیں!“

وہ راہداری سے نکل کر ہر راہ میں ایکھڑے ہوئے اور عران نے مدد دو اسے  
کے میڈل کوچی ردمال سے صاف کیا۔

”میں... میں بکتا ہوں جو گیارہ... کوئی ڈاڑھو؟“

”مٹھہ جائیے... میں پہلے پولیس کو فون کر دوں... میری گاڑی میں واپسیس سیٹ  
موبکر دے سے!“

اچھا... اچھا... شبیل نے طوبی سانس سے کر کی۔

عران نے کھڑکی میں بیچھے کو سفری ٹاشنیں کا سریچ آن کیا اور دھیرے دھیرے  
صفدر کو کال کرنے لگا۔

”اُن اُصفدر... اُن سیپر سے آزاد آئی۔“

”تمہارا لکنچی دیر سے موجود ہو۔“

”قیباً درختے سے!“

”وُکر ڈیپر ڈرکا قاب کرتے ہوئے آئے تھے!“

”بھی ہاں...“

”اُس کے بعد کوئی اور بھی عمارت میں داخل ہوا تھا!“

”جی ہاں۔ کچھ دیر پہلے سیاہ رنگ کی ایک مریضی!“

”اُس کے علاوہ...“

”بھی نہیں اس کے علاوہ نہ کوئی گاڑی آئی اور نہ کوئی فروکپا ڈنڈیں داخل ہوا۔“

”گوئی باہر نکلا تھا!“

”بھی نہیں کوئی نہیں۔ کیا آپ عمارت میں موجود ہیں؟“

”مرسیدیز میں... نیکی بی تھا۔ بیا واٹکر ڈیلوڑ کی لاش میں ہے؟“

”خدا کی پناہ۔“ بس رخیاں ہے کہ تھا اُنہاں بھی عمارت بھی میں موجود ہو گکا۔

”غیر میں دیکھوں گا۔ اب تم عمارت کے قب میں پلے جاؤ اور اُدھر سے بھائی

کا کوئی راستہ ملاش کرو۔ میں یہاں دیکھا ہوں۔“

”یقین کیجئے کام سریچ آت کر کے گاڑی سے نکلا اور پہر شبیل کے پاس پہنچیں گا۔“

چکر لیتا پڑا تھا عمارت کے اس سلے کے پیدا ویرانہ میں تھا۔ اس کی میں گاڑی کی رہی۔  
لائٹ دو در تک نام جواز میں پر پھیل رہی تھی۔ جلد ہی اُسے صدر کر گاڑی میں نظر آگئی۔  
لیکن وہ خالی تھی! عمارت نے اپنی گاڑی کی بھی حکم قریب روک دی۔ پولیس کے پورے پہنچے  
سے قبیلی اُنہیں ان اطارات نے مکمل جانا تھا۔ گاڑی کی لاد بھج کر اس نے اُنہیں  
بند کر دیا۔

حکومتی دیر بعد پولی کی چاپ ستائی دی۔ کوئی اُدھر ہی آرہ تھا۔ وہ سنبھل  
بیٹھا۔

آئنے والا صدر ری تھا۔ عمارت کے استفسار پر پولو ڈبل شپ کوئی تعجبی پا رک کی  
دیوار پلانگ کانڈر پہنچا تھا۔ دیوار پاک بگڑ خشافت میں ہیں... اور شاندیں نے  
اسی شخص کی گاڑی بھی درافت کر لی ہے۔ ہم کا ایک ناٹر فلیٹ ہو گیا ہے اور اُنہیں  
ابھی بھک گرم ہے۔

”اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ واردات کو زیادہ درہ نہیں گذری؟“  
”وصل مالوں کے نشانات نے گاڑی کم رہنا کی ہے... گاڑی کو کیا  
سے جعل توں سے جاکر قریب ہی ایک نشانت اے میں آتا رہا گیا ہے۔“ نالے کے اپر  
چھاڑیاں ہیں۔ بہر حال جب تک اس گاڑی کی خاص طور پر تلاش نہ ہو سکی کی وجہ اس  
طرف پہنچوں نہیں پہنچ سکتی۔

”بُرلیٹ موجو ہے!“

”جی ہاں... پی کے ہتری سکھی ایٹ۔ کورولا۔ موڈل سیڈنی سیروں؟“  
”لہ... تو جلد ہی کوئی اے داں سے نکال لے جانتے کے لیے صدور آئے“

”جی ہاں... پیرا بھی یہی خیال ہے۔ میں دیکھوں گا۔ بے نکر سببے! میں نے اسی  
نالے میں ایک بھک اپنے لیے ہی بھک تجویز کی ہے...“

”مختاط رہنا... چاپور تراپی مدد کے لیے کسی اور کو بھی بلالو...“

”هزاری نہیں سمجھتا!“

”شکیک ہے تو میں چلا... پولیس پورے پھنسنے ہی والی بُرگ۔ لیکن دھیان کرنا کہ  
میں والی دی اور پکا کاں سے نکلا جائیا!“ عمارت کے سقاب میں ہوئے سمجھنے کے لیے خدا نے

”بیہودش نہ ہونے پائے اُنہاں نے بُرگ کے بھلاکے ہوئے انداز میں کہا اور زس سے  
کوئی داریں دیتا جاؤ اکرے سے باہر کیا۔“

”زس اور کہاڈنہر کوڈا کمر فربیل کی طبیعت کی اچانک نزدیکی کا اطلاع دی اور  
وہ دونوں بھی فربیل کے طبق کی طرف دو پڑھے۔“

”وہ سچ پچ بیہودش پورے پھنسنے ہے۔“ بھلیک کے ذوق پر عمارت نے علاقے کے پولیس  
اسٹیشن کو اس سعادت سے مطلع کیا۔ میں اس وقت ششی اس کے پاس موجو ہوئیں  
تھا۔ عمارت نے اطلاع دینے کے باعث منٹ بعد اس نے شبی سے کاکرہ کی پیش  
نیاں کر کی مطلع کر کے... خود وہیں ٹھہرے۔“

”اور کیا تم جا رہے ہو؟ شبی نے بُرگ کا پوچھا۔“

”مجبوری ہے!“ عمارت نے بُرگ کا پوس کر کیا۔ کیمپن فیاض نے مجھے اس بیاس میں  
دیکھ لیا تو ہذور اس کی دیر بھر پوچھ کا اور میں جھوٹ نہیں بول سکوں گا!“

”یعنی کم کر؟“  
”صاف صاف بتا دینا چرے کا کام کس اڑائے سے نکلے تھے؟“

”جادو... جہاد... مخفی جو چاد؟“ شبی مختصر مانندہ میں بولا۔

umar نے بُرگ کلر گاڑی سنجالی اور بھلیک پھاٹک پر پوچھ کر رُکا پچکیدار  
کو قریب بُرگ کا اس سے کچا۔ شبی صاحب اندر ہی پولیس کا اطلاع دیتے جا رہوں

۔ پولیس کیوں ساب اچکیدا رکھ لایا۔

”ڈیورڈ صاحب کو کسی نتھل کر دیا ہے؟“

”ارے نہیں۔ ساب اچکیدا رکھ لیا۔“

”ڈیورڈ صاحب کے آئے سے پہلے میاں کون آیا تھا؟“

”کوئی نہیں ساب!“ سارا دن بیوی اس کا لوگ آیا تھا!

”کیا ڈیورڈ صاحب کے ساتھ گاڑی میں اور کوئی بھی تھا؟“

”نہیں ساب اکا لٹھا۔“

”اچھا... خیس... تم موڈیا رہتا۔“ بھی پولیس آجائے گی! کچھ کر عمارت نے گاڑی گیر  
میں والی دی اور پکا کاں سے نکلا جائیا!“ عمارت کے سقاب میں ہوئے سمجھنے کے لیے خدا نے

فانہ اپ کو صدمہ تو ہونا ہو گا۔ یہ شہزادے سترہی دیر بعد پوچھا۔

بہت بڑے بخنان سے چھا چھوٹا! برقت دھر کارستا خانہ جائے کب زیل  
خوار ہو جاؤں۔ ہبہ باز طوبی سانس لے کر بولا۔

آخوندہ تھا کیا چیز؟

بہت بڑا آدمی تھا۔ بس کیا بتاؤں۔ بسا اوقات ہم نہ اسکی میں کوئی بہت  
بڑی فلکی کر بیٹھتے ہیں اور شومنی تقدیر سے کوئی اس پر گاہ بھی ہو جائے۔ اگر  
وہ بڑا آدمی ہوا تو غلکی رنے والے کی پوری زندگی وہاں ہو جاتی ہے۔ وہ بہت  
بڑا بیک میں رہتا ہے۔

اب تو آپ ملٹن ہیں۔

ہاں بنا ہر اگر کی دوسرے بیک میں نے اسے قتل نہیں کیا ہے۔  
کیا اصلیں۔

بسا اوقات بیک میںگ کاموادا یک گلہ بنا خدا کی طرح ایک سے دوسرے  
کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔  
یہ نہیں صحیح۔

پورکا ہے کبی دوسرے بیک میں نے اسے قتل کر کے بیک میںگ کا سالا  
مواد اپنے قبیلے میں کرایا ہو۔ اور اب وہ ہمیں بیک میں کرنا شروع کرے۔  
یہ بھی بورکا ہے کہ اس سے تنگ ہے ہر کوئی کوڑی ہے اسے قتل کریا  
ہو۔ کہ اس دوڑاں میں اپ نے نہ سوچا ہو گا کہ کاشش آپ اس کو قتل کر سکتے۔  
لکھنی بھی بار سوچا ہے۔

کورساپا تو بھا۔ یہ شہزادہ اخراج سے بولی کیا خیال ہے اپ کا کاٹکر فویں  
راحتی اس کی احیت سے واقعہ نہ ہوگی۔

خدا ہی جانتے۔ ڈیکھوں اچھی طرح جاتا ہوں۔ وہ کسی خاص مقصد کے  
صول ہی کے لیے اس کو بیان لایا ہو گا۔ بورکا ہے وہ اسے کبھی بیک میں ہی  
کرتا رہا ہو۔

لکھنی اس کا دوڑا کر نہ گلگا۔ اشتہلہ نہ کرنا۔

کہیں ہاؤں ہی کے نشانات کے ذریعے پولیس تباہی گاڑی کے نہ بہوچ جائے۔  
اُس کا ہی انتظام کر لیا جائے گا۔

تو پھر میں چلوں۔!

جی ہاں...!

دوسری صبح کے اخبارات میں ڈاکٹر ڈیوڈ کے سیماۃ قبل کی خبر ڈاکٹر فویں کے  
تفصیلی بیان کے ساتھ شائع ہوئی تھی جس کے مطابق ڈاکٹر ڈیوڈ اور ڈاکٹر فویں کو  
دوسرا تھے۔ ڈاکٹر فویں تو اپنے کے امراض کی ماہر تھی خصوصیت سے یا انہیں کا  
ازماں کرنے میں خاصی شہرت تھی تھی۔ ڈیکٹے امریکے سے یہاں لاٹاٹا تھوڑی بیٹھی  
کہ دوڑوں مشتعلہ کر شہر پک کریں گے۔ اس سلسلے میں ڈیکٹے نے یہاں اپنے بعض دی اثر  
لگوں سے رابطہ قائم کیا تھا۔ بسا ہر ڈیکٹے اپنے افریقی بھائی کھاٹا کر ڈیکٹے اسے میشہ  
ایک پُر اسلام آدمی کا تھا۔ پتا ہیں کہوں اس کے پاس ہے یہی ایک عصی نامی خلش اس کے  
ذہن میں بہیشہری تھی۔ ڈاکٹر فویں نے اس کے قتل کا شکس پر بھی نہ ہوئیں کیا تھا۔  
کسی ایسے فروکی بھی شاندی ہی نہ کر سکی جس سے کبھی ڈاکٹر ڈیوڈ کی ملخ کلامی ہوئی ہو۔  
بہر حال اس کے بیان کے مطابق ڈاکٹر ڈیوڈ ایک بہت اچھا بیان پر اسلام آدمی تھا  
خیر پڑھ کر شہلہ پڑھ دی۔ اپنے بیوی کی خواہگاہ کے دروازے پر دستک  
دی۔ وہ شاندی بھی سوچی رہ تھا۔ ڈیکٹے دیر بعد دوڑا کھلا دیتھا اور ہبہ دی سامنے  
کھڑا ہو گھصیں مٹا رکھا۔

کیا بات ہے رات دیر سے سویا تھا۔

بڑی اہم بھرپورے ڈینی۔!

کیا بات ہے؟

کسی نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو قتل کر دیا۔

نہیں۔ اے! وہ لاکھڑا اگر کسی قدم پہنچے مہت گیا۔

خود دیکھ لیجئے۔ اس نے اخبار اپ کی طرف بڑھا دیا۔ دوڑوں کو سے میں سا

دفعہ فرن کی گھنی بجی اور شہباز نے اسکے پڑھا کر رسید رائحا یا۔ درسری طرف سے ایک انجانی میں آواز آئی اور شہباز نے کہا، ماں میں شہباز ہی ہوں۔

میکیا تم اپنے سمجھتے ہو کر تو وہ کوت کے بعد تم اتنا دب گئے ہو۔

تم کون ہو۔۔۔ شہباز نے گرین کروچا۔۔۔ میں اسکے مخالف کیا گیا تھا اور برسنے والے کا لہرجوں ملکی تھا۔

میں کوئی بھی ہوں! درسری طرف سے آواز آئی۔ ڈیوڈ عضن ایک گھر و بھا اور درسری سے یہ کام کرنا تھا... اس کی موت سے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

اور اب تم پرہا راستہ داکٹرنورولیں سے تعاون کر دے گے۔

شہباز نے کچھ کہنا پڑا اپنے اضطراری طور پر رسید کر دیا ہے جس دیا اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر رہا پہنچتا ہے۔ چہرے پر خوفزدگی کے ہزار گھر سے ہوتے جا پہنچتے۔

”کون تھا کیا بات ہے ڈیوڈ؟! شولا اسے ہیرت سے دیکھتی ہوئی بولی۔“

”مچھنی کوئی نہیں! جاؤ میری طبیعت تھک نہیں ہے۔“

اجھاتا خراپ تھا کہ شہل والوں نے رُج سکی۔ نیک اس کی فکر مندی میں اس روزیتے سے مزید اضافہ ہو گیا تھا وہ سوش رہی تھی کیا اس کے باب کا یقیناً درست ثابت ہو گے کہ ڈیوڈ کی موت کسی درسری سے بیک میڈر کے انھوں واقع ہوئی

ہے اور اس را بیک میں اس کے قصہ میں آگیا ہے۔ وہ سوچتی اور جھوٹتی رہی۔ اسی عالم میں ناشتے کی میز کپ پہنچی ہیں اُنکے تھنا ناشتہ کرن پڑا۔۔۔ اپ

نہ ناشتہ نہ لاضی تمول اپنی خواب کا ہمیں کی تھا۔۔۔ شہل کی تکشیس جسمی چل گئی۔

مسجد میں ہمیں آرم تھا کہ اس سلسلے میں ہے عنان یاد را جس نے

پوری طرح اُن کے محالات کی رہ دی پوشنی کی تھی۔۔۔ میں کوئی ایسا لایر لفڑی اپنی تھا جس

کی بناء پر کوئی شاہد کے سلسلے میں براہ راست اس سے یا اس کے باب پر پوچھ کر چھوڑ دیں کر سکتی تھی۔۔۔ کسی نے اس کی طرف آٹھا کر دیکھا کہ نہیں تھا۔۔۔ تو پھر کی اس سلسلے

میں اسی سے راطر قائم کیا جائے۔۔۔

وہ سوچتی رہی تھی اور ایک ملازمت نے کسی کا کارڈ دیا جس پر نظر پڑتے ہی

وہ منتظر اپنے انداز میں انھوں کھڑی ہو گئی۔

”کیا تم نے اپنی شنگ رومن میں بھا ویا ہے؟ اس نے ملازمت سے پوچھا۔

”بھی ہاں...“

اور جب وہ شنگ رومن میں پورچی تو انکپڑشا بارس کا منتظر تھا۔

”مکملیند ہری کی معافی چاہتا ہوں؟ وہ اکھنٹا ہوا بولا۔

”ادہ۔۔۔ کوئی بات نہیں تشریف رکھیے۔۔۔ اب آپ کیسے ہیں؟“

”میں پہلے شنک بھاوار اب ہی شنک ہوں۔۔۔ تاہمیں کیوں میری ناگ پر پلاسٹر

پڑھا دیا تھا۔۔۔“

”میں نہیں سمجھی۔۔۔“

”ہری کہیں سے بھی نہیں تو نہیں۔۔۔“

”تو اب ہم کوئی فری برم عائد کرنے آئے ہیں؟“

”قطعی نہیں! اب تھدیتی کرنی تھی۔۔۔ اس نے سوچا تھا۔۔۔ شاہکسی اور نے آپ کا

یا آپ کے دیہی کا نام لے لیا جو گواہ؟“

”میں نہیں! وہ میں ہری تھی لیکن جو لوگ آپ کو اپنے کرائے تھے ان کے ساتھ

ایک ڈاکٹر تھا اور اسی نے ہمیں بتایا تھا کہ آپ کی ناگ کی شہیاں توٹ گئی تھیں۔۔۔

”بہر حال، اسی لیے میں اس نا سب سب نہیں سمجھتا کہ اس سلسلے میں آپ لوگوں کا نام

یا جانے کیوں کہ آپ لوگوں کو بھی دھوکا دیا گیا ہے لیکن کیا آپ بتا سکیں گی کہ آپ

کی دل بھی کوئی سے مجھے کون لے گی تھا؟“

”غذجا ہے۔۔۔ بین آپ رات کو ہیرت انگریز طرد پر غائب ہو گئے تھے۔۔۔“

”غاذ پر ٹولیں سافس لے کر رہے گیا۔۔۔“

”تو آپ ہم لوگوں کا نام نہیں لیں گے۔۔۔ شہلا نے پوچھا۔

”ہرگز نہیں! اخڑہ مخواہ آپ لوگوں کو دھواری میں ڈالنے سے کیا فائدہ؟“

”واقعی اس سلسلے میں ہم آپ کے مہیش احسان مندر ہیں گے۔۔۔“

”کی آپ ان لوگوں میں سے کسی کا غلیظ تباہیں گی جو مجھے بجالت ہیوڑی اپ

کی رکھیں۔۔۔“

۰ اُسی وقت دہان نہ میں موجود تھی اور نہ قریبی۔ ملزموں اور خاندان کے پنڈوں سے اذوازے آپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری قبل کی تھی اور میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو شاندیہ کسی کا تعلیم یاد ہو۔  
اچھا توار احارت دیجئے!

۰ یہ تکھے مکن ہے؛ کہ اڑک کافی توبیجھے!  
۰ قبیل تکھری! پھر بھی دیسے بربیل تذکرہ... کیا آپ مسٹر علی عمران کو جانتی ہیں؟

۰ آپ اپنے محکم کے ڈائرکٹریول کے صاحب زادے کے بات تو نہیں کر رہے!  
۰ جی ہاں ویڑی!

۰ میں اپنی جانتی ہوں، کبھی کبھی رانفل کلب میں ملاقات ہوتی ہے۔  
۰ کیا وہ اُس دروازے میں اُس دیجی کو شیخ میں آئے تھے جب میں بے ہوش پہنچا ہوا تھا؟

۰ نہیں تو۔ داں کا کیا کام...?  
۰ اچھا چیت بہت تکریبی!

۰ وہ چلا گی اور شہلا سوچی تری کر آخراں ملاقات کوں خلنتے میں فٹ کرے شنگ رومن سے اٹھو جویں تھی کہ اس کا باپ آگئا۔

۰ بھی کون کیا تھا؟ اس نے چڑپے پن کا مظاہر کیا۔  
۰ اسپکھ دشابہر...، جس کی ہاگ پر پلا شرپڑھا کر ڈائکٹریوڈ نے ہمارے حوالے کیا تھا؟

۰ کیا کہ رہا تھا؟ شہباز چھپری نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔  
۰ یہی کہ اس نے اپنی پرپورث میں ہمارا ذکر نہیں کیا۔

۰ خرگیوں؟ اس میں کیا جاں ہو سکتی ہے؟  
۰ میں کیا جاؤں؟ شہلا صحیل کر بولی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا باپ اتنا

بُزدل ہے۔

۰ اب تم کسی سے بھی نہیں لوگ۔ کوئی بھی آئے مٹھے سے انکار کر دو۔  
۰ خرگیوں؟

۰ اس نے کہ کرم اُس بھجال سے نہیں بھل سکے بُزدل کسی نامعلوم آدمی کا  
مانندہ تھا۔

۰ میں بھی بھیجیا!

۰ کچھ دیر قبل تھاری موجودگی میں جو کال آئی تھی اُسی کی تھی۔ انگلش بونے والا  
کوئی نہیں تھا۔ اس نے ہمایت کی ہے کہ اب مجھے براہ راست ڈاکٹر فریلے  
خداون کرننا ہو گا۔

۰ اور اصل بلیک میل دیڑی ہے۔

۰ میں اس نے بھی کہا ہے۔ تھارے سامنے ہی میں نے جھنجھلا کر سیدر  
کھو دیا تھا لیکن تھارے چلے جانے کے بعد پھر اُسی کی کال آئی۔ کیا تم علی عمران ہی  
کسی شخص کو رحمتی ہوئے؟

۰ اُوہ۔ نا۔ کیوں؟ اُس کا بیان کیا ڈکر۔

۰ مجھ سے کجا گیا ہے کہ اگر وہ خفن بیاں آئے تو میں اسے کسی مشروب میں  
لے ہوئی کی دوڑے دوں اور اس کے بے پوش ہو جانے پر اُسے مطلع کر دوں  
لیکن یہ علی عمران ہے کون؟  
۰ میں آئی کی دُ اُنگر کرکنے ل کا لڑا کا۔

۰ خدا جانے کیا ہوئے والا ہے؟

۰ اب تو ڈیہی آپ کو بتانا ہی پڑے گا کہ آپ کس سلسلے میں بلیک میل بر  
رسے ہیں اور لوگ آخر چاہئے کیا ہیں۔

۰ فضول آئیں مت کرو اور وہ پرچھ کر دھاڑا۔ ہمیں دبھی کرنا پڑے گا جو ہم  
سے کھا جا رہا ہے...، پھر وہ صوفی پر لگا اور کسی شخص سے بچے کی طرح پھوٹ  
پھوٹ کر رونے لگا۔

۰ شہپرلا ہمکا بکتا کھڑی رہ گئی۔